تسہیل الفقہ

(شافعی)

الحاج مولوی شریف محی الدین اکرمی

ادارہ تربیت اخوان

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (الحدیث)

اللہ تعالیٰ جس کسی سے کوئی نیکی کرانا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے

للہ الحمد والمنہ

کہ کتاب مستطاب مشتمل بر عقائد و فقہ شافعیہ

تسہیل الفقہ

مؤلف

حضرت فقیہ علامہ الحاج مولوی شریف محی الدین الاکرمی رح

شعبہ نشر و اشاعت

ادارہ تربیت اخوان بھٹکل

کتاب کا نام : تسہیل الفقہ (شافعی)

مؤلف : مولوی شریف محی الدین الاکرمیؒ

سن طباعت : پہلا ایڈیشن ۱۳۶۹ھ، دوسرا ایڈیشن دسمبر ۱۹۹۰ء مطابق ۱۴۱۱ھ

کاتب : ظہیر دریائی

مطبوعہ : زیر اہتمام اسکرین آرٹ پرنٹرس بھٹکل

تعداد : دو ہزار

قیمت : ۲۰ روپے

ناشر : ادارہ تربیت اخوان، بھٹکل

بہ اجازت : حسن شبر اکرمی۔ محمد امین اکرمی

ملنے کا پتہ

ادارہ تربیت اخوان

★ آئی ٹی سینٹر، اخوان مسجد روڈ

بھٹکل (581320)

★ 226, Ebrahim Rehmatullah Road, BOMBAY-400 003

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ		۲۴	مبطلات صلوٰۃ	۵۷
۲	عرض ناشر		۲۵	مرد اور عورتوں کی نماز کا فرق	۵۸
۳	مؤلف کا مختصر تعارف		۲۶	سجدۂ سہو	۵۹
۴	تقریظ		۲۷	سجدۂ تلاوت وشکر	۶۰
۵	عقائد اسلام	۹	۲۸	نماز باجماعت کی شرائط	۶۳
۶	قیامت کی نشانیاں	۱۵	۲۹	نماز قصر	۶۴
۷	اسلام کے بنیادی اصول	۱۶	۳۰	حالت خوف کی نماز	۶۴
۸	اسلام کے احکام	۱۹	۳۱	نماز جمعہ، شرائط و آداب	۶۶
۹	اسلام کے ارکان	۲۲	۳۲	عیدین کی نمازیں	۶۹
۱۰	طہارت	۲۵	۳۳	کسوف، خسوف، استسقاء	۷۲
۱۱	نجاست	۲۷	۳۴	جنازہ، غسل، کفن، نماز	۷۳
۱۲	استنجا کے آداب	۲۹	۳۵	زیارت قبور	۸۰
۱۳	وضو	۳۱	۳۶	زکوٰۃ کے احکام	۸۹
۱۴	نواقض وضو	۳۳	۳۷	صدقۂ فطر	۹۶
۱۵	غسل	۳۷	۳۸	روزے کے احکام	۹۸
۱۶	تیمم	۳۹	۳۹	رمضان کا چاند	۹۹
۱۷	موزوں پر مسح	۴۲	۴۰	روزہ کی شرائط	۱۰۰
۱۸	حیض ونفاس	۴۳	۴۱	مستحب روزے	۱۰۰
۱۹	نماز کے احکام	۴۵	۴۲	اعتکاف کے احکام	۱۰۳
۲۰	نوافل اور مسنون نمازیں	۴۷	۴۳	حج کے احکام	۱۰۸
۲۱	نماز کے ارکان	۴۸	۴۴	میقات کی تشریح	۱۱۱
۲۲	اذان اور اقامت	۵۱	۴۵	محرمات احرام	۱۱۲
۲۳	نماز واجب ہونے کی شرائط	۵۷	۴۶	زیارت الامام	۱۱۳
			۴۷	خاتمہ و تشکر	۱۳۰

آغاز سخن

مقام مسرت ہے کہ فقہ شافعی کے مطابق ارکانِ اسلام کی ایک مفید اور کارآمد کتاب کو ازسرِ نو منظرِ عام پر لانے کا شرف ہمیں حاصل ہو رہا ہے۔

ایک عرصے سے اس قسم کی عام فہم اور مدلل کتاب کی ضرورت اردو زبان میں محسوس کی جارہی تھی۔ جو دینی مدارس میں ابتدائی تعلیم کے لیے بھی بطور نصاب کام آسکے۔

جناب مولوی شریف محی الدین اکرمی مرحوم کی بلند پایہ تصنیف پہلی مرتبہ چالیس سال قبل منظرِ عام پر آئی تھی اور قبولیت عام کا درجہ حاصل کرگئی چونکہ یہ کتاب اب نایاب ہوتی نظر آرہی تھی لہٰذا ادارہ تربیت اخوان نے اسے بہترین انداز میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح ایک نہایت بیش قیمت رسالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اس کے محاسن اور عیوب سے متعلق آپ کی آرا اور مشوروں کا ہم استقبال کریں گے۔

سوائے دو ایک متروک الفاظ کو بدلنے کے، اس کتاب کے متن اور جملوں کی ساخت میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی ہے۔ — ہم برادرم حسن شبر اکرمی اور محمد امین اکرمی کے ممنون و مشکور ہیں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعتِ نو کیلئے بلاتردد ہمیں اجازت دی۔ اللہ پاک انھیں اجرِ عظیم سے نوازے۔ (آمین)

سکریٹری شعبۂ نشرواشاعت

ادارہ تربیت اخوان بھٹکل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۞ اَمَّا بَعْدُ ہمارے خطہ صوبہ بمبئی کے نوعمر اور ہونہار مبتدیوں کی فقہی تعلیم کیلئے کوئی ایسی کتاب فقہ شافعی میں موجود نہیں تھی جس کی مدد سے وہ اپنی فطری استعداد اور ذہنی قابلیت کے مطابق فائدہ اٹھاتے اس لئے سخت ضرورت تھی کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جس کی عبارت نہایت ہی عام فہم اور مسائل قابل اعتماد ہوں اور جو عموماً بچوں اور خصوصاً نوعمر لڑکوں کی روزمرہ کی دینی اور مذہبی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ نیز مسلم اسکولوں اور دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں بھی داخل کی جا سکے۔ اسی بنا پر اس ناچیز نے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے باوجود اس دینی خدمت کو اپنے لئے موجب نجات اُخروی جان کر فقہی مسائل کو حضرت امام الائمہ وحبر الامۃ عالم قریش محمد ابن ادریس الشافعی المطلبی الحجازی رضی اللہ عنہ ونفعنا بعلومہ کے مذہب کی مستند کتابوں سے انتخاب کر کے زیر نظر رسالہ تالیف کیا ہے اور اس رسالے میں عقائد اور عبادات عقلی اور نقلی دونوں طریقوں سے نقلی زبانی یاد کرنے کے لئے اور عقلی سمجھنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اور اس کا نام "تسہیل الفقہ" رکھا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ وہ اس ناچیز سعی کو اپنے لطف عمیم سے قبول فرمائے اس کا نفع عام کرے اور شافعی مبتدیوں کو اس پر عمل کرنے کا جذبہ کامل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

المستدعی الدعاء الخیر

شریف محی الدین ابن القاضی محمد امین الاکری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالاتِ زندگی مصنفِ کتاب

صاحبِ کتاب مولانا شریف محی الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی پیدائش شہر بھٹکل میں ۱۳۱۸ھ میں ہوئی مصنف مرحوم کے والد محترم محمد امین اپنے وقت کے ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عارف باللہ بھی تھے منصب قضاءت پر فائز ہونے کے باوجود طبیعت میں عاجزی و انکساری اعلیٰ درجہ کی تھی مصنف مرحوم نے مقامی رواج کے مطابق ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی پھر مدرسہ لطیفہ ویلور میں داخل ہوئے جہاں کئی سال تک زیر تعلیم رہے۔ وہاں سے مدرسہ محمدیہ مدراس کا رُخ کیا۔ اور وقت کے جید عالم قاضی عبید اللہ صاحبؒ سے کسب فیض کیا۔ طبیعت کچھ سیمابی سی تھی مدرسہ سے دار العلوم دیوبند چلے گئے وہاں صرف ۳ ماہ رہے وہاں کی آب وہوا راس نہ آئی اسی وجہ سے لکھنؤ فرنگی محل کا رُخ کیا وہاں سے علمی استفادہ حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن کا رُخ کیا۔

علم سے فراغت کے بعد مطالعہ اور درس وتدریس میں لگ گئے۔ زندگی کا بہت بڑا حصہ عروس البلاد بمبئی میں چیف قاضی مرحوم کے ساتھ قضاءت، وافتاء میں تعاون میں گذارا جس کی وجہ سے فتویٰ نویسی اور نکاح وطلاق کے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھانا مولانا کے لئے نہایت ہی آسان ہوگیا۔

حافظہ بہت قوی تھا مطالعہ کا شوق گویا مولانا کی زندگی کا جیون ساتھی تھا۔

اللہ تعالےٰ نے حسن خط کی دولت سے بھی نوازا تھا اور مرحوم نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا اگر کہیں سے کسی نادر ونایاب کتاب ہاتھ لگ جاتی تو پھر اس کی نقل مرحوم کے کتب خانہ کی زینت بن جاتی۔ آپ کے کتب خانہ میں علمی نایاب کتابیں موجود تھیں۔ یہ علمی خزانہ تقریباً پورے کا پورا جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں منتقل کیا گیا

مولانا مرحوم نے اپنی زندگی میں صرف فقہ شافعی کی دو کتابیں تصنیف کیں (۱) تسہیل الفقہ جس کو قیام بمبئی کے زمانہ میں عصری و دینی مدارس کے طلباء کیلئے تحریر کیا۔ (۲) توضیح المسائل جو شوافع کے علاوہ احناف کے لئے بھی ایک بیش بہا علمی تحفہ ہے۔

ان دونوں کتابوں میں مصنف نے اکثر مسائل فقہیہ کو عقلی اور نقلی (کتاب وسنت) دلائل سے واضح کیا ہے۔ والد مرحوم کی وفات کے بعد وطن مراجعت کے بعد عرصہ دراز تک اسلامیہ اینگلو اردو ہائی اسکول بھٹکل میں دینیات کا درس دیتے رہے۔ اور آخری عمر تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔

مولانا کو ذیابیطس کی شکایت تھی اور یہی مرض مولانا کے لئے مرض الموت ثابت ہوا۔

مولانا کی وفات ۱۳۹۶ھ میں ہوئی

مولانا کی نرینہ اولاد کا بچپن ہی میں انتقال ہوا اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ رحمۃ واسعۃ

تقریظ فخر علمائے کرام صدر فضلائے عظام حضرت مولانا مولوی مفتی قاضی محمد حبیب اللہ صاحب (دامت برکاتہٗ وعمت فیوضاتہٗ) ابن استاذی بحر العلوم آیۃ من آیات اللہ شمس العلماء حضرت مولوی قاضی عبید اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز

حمد قسم کی ستائش اس اللہ کو سزاوار ہے جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو ان حقائق و معارف سے مطلع فرمایا، جن کا اسے سان گمان بھی نہ تھا۔ اور درود وسلام، اس کے ان رسول پر جو، جو مختلف علوم اور متعدد حکمتوں کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ اور نیز آپ کے ان عزیزوں اور مصاحبوں پر، جنھوں نے علم دین کو عرب و عجم میں پھیلایا۔

امابعد عالم عامل، مکرم، فاضل، ماجد، و محترم، قاضی مسلمین مرجع مرجع طالبین محب ما مولوی محمد شریف محی الدین صاحب اکرمی سلمہ اللہ القوی) نے حضرت امام شافعی (رحمتہ اللہ علیہ) کے مذہب پر، ایک نہایت ہی مفید، زود نوشتہ اور عام فہم، فقہ لکھی ہے اور اس کا نام "تسہیل الفقہ" رکھا ہے، اس فقہ کے نام، مبانی و معانی کی خوبصورتی کا کیا پوچھنا، اس کی عبارت، معانی، مسائل، براہین حکم اور نصائح ہر لحاظ سے نہایت ہی مفید اور واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولف ممدوح کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور اس کے پڑھنے والوں کو ان فقہی معلومات سے بہرہ اندوز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تقریظ جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ عالم مستند حضرت العلامہ مولانا مولوی شہاب الدین احمد متع اللہ المسلمین

باسمہ تعالیٰ شانہ وتوالی مجدہ حامدًا ومادحًا ۔۔۔ امابعد! میں نے اس برگزیدہ زود نوشتہ کافی ووافی رسالہ کو دیکھا جس کا نام تسہیل الفقہ ہے۔ یہ کتاب ذہن کو بیدار کرتی ہے اور دماغ کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ شریعت کے احکام سے واقف ہو۔ اس کے حکموں کو سمجھے اور ان کی حکمتوں اور مصلحتوں کو معلوم کرے جو فطرت انسان کے عین مطابق ہیں۔ پس یہ کتاب نہ صرف مبتدیوں کے لئے بلکہ فارغ التحصیل طلبہ کے لئے ایک نعمت ہے جس سے علم و ہدایت کا طالب استفادہ کر سکتا ہے۔ پس یہ خیر و برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کتاب کے مولف کے حق میں یعنی علامہ فاضل اور فہامہ کامل مولوی قاضی شریف محی الدین الاکرمی بھٹکلی اللہ تعالیٰ ان کا سایہ سلامت رکھے۔ اور ان کے ظاہر اور پوشیدہ فیض میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور مبارک

درود وسلام ہو۔ اللہ کا اپنے برگزیدہ محبوبؐ پر اور آپؐ کے نیک آل پر اور برگزیدہ صحابہؓ پر۔ آمین۔

تقریظ جامع معقول و منقول حاوی فروغ و اصول حضرت مولانا مولوی محمد ابوبکر صاحب نقشی مدظلہ مدرس مدرسہ محمدیہ رائی پیٹھ مدراس

حامداً و مصلیاً و مسلماً: میں اپنی انتہائی دلی مسرت کی بنا پر اس حقیقت کا اعلانیہ اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ محب محترم، عالی جناب، مولوی محمد شریف محی الدین اکرمی صاحب بھٹکلی نے "تسہیل الفقہ" کے نام سے ایک نہایت ہی مفید اور عام فہم، شافعی فقہ بہ زبان اردو لکھ کر بالعموم قوم و ملک پر اور بالخصوص خطہ بھٹکل کے نوعمر لڑکوں اور نوجوانوں پر بڑا کرم فرمایا ہے۔ اس کی زبان نہایت ہی آسان اور طرز بیان بہت سلجھایا ہوا ہے۔ مولف ممدوح نے مسائل فقہیہ کا انتخاب نقلاً و عقلاً خوب کیا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے اور یہ فقہ ملک بھر میں بہت زیادہ مقبول ہو۔ آمین ثم آمین۔

تقریظ عالم جلیل فاضل نبیل مولانا مولوی محمد اسماعیل الاکرمی (علیہ رحمۃ) (خطیب مسجد جامع خلیفہ بھٹکل)

الحمد للہ الذی اوجب علی کل مکلف تعلم احکام الدین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین سیدنا محمد وآلہ وصحبہ ومن تمسک بشرعہ الی یوم الدین۔ اما بعد۔ ناچیز نے رسالہ تسہیل الفقہ مولف فاضل اجل عالم اکمل عالم دین و مفتی شرع متین مولانا مولوی شریف محی الدین صاحب اکرمی قاضی بھٹکل رئیس المستفیدین والداعی بحیات علومہ الی یوم الدین کو اول سے آخر تک ——— مطالعہ کیا۔ رسالہ ہذا کو مفتی صاحب موصوف نے فقہائے شافعیہ کثر اللہ سوادہم کے کتب معتبرہ سے استفادہ کرکے لکھا ہے۔ طلباء کے لئے نہایت مفید ہے۔ فقہ شافعی اردو میں میری نظر سے اس قسم کا کوئی رسالہ نہیں گذرا۔ یہ رسالہ اپنی خوبی و خوش اسلوبی میں بے نظیر ہے۔ طرز بیان سلیس اور طریقہ استدلال نہایت سہل ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ہم مذہب حضرات اس رسالہ کو اپنے بچوں کی تعلیم میں داخل کریں تو ہمارے طلباء مسائل فقہ سے مستفید ہو سکیں گے۔

عقائدِ اسلام

ایمان کے معنی :۔ کسی حقیقت کو کامل یقین کے ساتھ سچ جاننے اور ماننے اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کو "ایمان" کہتے ہیں۔ ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ ۔۔ (۱) اللہ (۲) اس کے فرشتوں (۳) اس کے رسولوں (۴) اس کی نازل کی ہوئی کتابوں (۵) آخرت یعنی روزِ قیامت پر (۶) اور قضاو قدر پر سچے دل سے ایمان لائے۔

اللہ پر ایمان لانے کا مطلب :۔ یہ ہے کہ انسان اعتقاد رکھے کہ ۔۔۔

(۱) اللہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، یعنی نہ تو اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک ہے نہ صفات میں۔ وہ ہر لحاظ سے اکیلا اور یکتا ہے۔ (۲) وہی عبادت اور بندگی کے سزاوار ہے۔ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں (۳) وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (۴) اسے کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ اس نے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ آسمان، زمین، چاند، سورج، کوئی فرشتے، جن، شیطان اور کائنات کی بقیہ دوسری موجودات اسی کے ارادے سے پیدا ہوئیں۔ (۵) صرف اسی کی ذات میں تمام کمالات اور خوبیاں ہیں۔ وہی ہر قسم کے عیب اور نقصان سے پاک ہے۔ (۶) وہی عالم الغیب ہے ہر ظاہر و پوشیدہ چیز کو جانتا ہے۔ کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ (۷) وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔ وہی سب کو مارتا اور جلاتا ہے۔ وہی روزی دیتا ہے۔ وہ دیکھتا، سنتا اور بولتا ہے دعائیں قبول کرتا ہے مصیبتیں ٹالتا اور گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ (۸) کائنات کی کوئی شے اُس کے مشابہ نہیں ہے اُس کے ساتھ کسی قسم کی مخلوق

کوکوئی نسبت نہیں مگر یہ کہ انکا موجد اور خالق ہے یعنی وہ اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ (اے پیغمبر یہ لوگ تم سے خدا کا حال پوچھتے ہیں) تم ان سے کہہ دو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہیں جنا اُس نے کسی کو اور نہیں جنا اُس کو کسی نے اور نہیں ہے اس کے جوڑ کا (یعنی اس کا ہم رتبہ) کوئی ایک بھی۔

(٩) وہ ہاتھ پاؤں۔ ناک کان شکل اور صورت سے بے نیاز ہے۔ (١٠) وہ بذاتِ خود قائم ہے اپنے وجود و قیام میں کسی کا محتاج نہیں البتہ ساری کائنات اپنے قیام و بقاء و تحفظ کے لئے اس کی محتاج ہے۔ اس کو کسی سے رشتہ ناتا نہیں اور نہ وہ کسی کے مشابہ ہے۔ (١١) اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا۔

ملائکہ (یعنی فرشتوں) کا بیان

فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب : یہ ہے کہ اعتقاد رکھیں کہ (١) فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے (٢) نور سے پیدا کئے گئے ہیں ان کا لطیف جسم نور کا بنا ہوا ہے۔ (٣) وہ نہ تو مرد ہیں نہ عورت (٤) وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ (٥) وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ نہیں کرتے (٦) اللہ تعالیٰ نے اُنھیں جن کاموں پر مقرر فرمادیا ہے وہ اُنھیں میں مگن لگے رہتے ہیں۔ (٧) وہ خداوند تعالیٰ کے ذکر سے تھکتے اور اُکتاتے نہیں (٨) نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں (٩) خدا کی یاد اُن کا سرمایۂ حیات ہے۔

عقلی طریقہ

عزیز طالب علمو!

آسمان، زمین، چاند، سورج، انسان، حیوان وغیرہ مخلوقات اور اشیاء کو دیکھنے اور اُن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا پیدا کرنے والا اور اُن کے انتظام کو درست رکھنے والا بلاشک وشبہ کوئی ہے۔ (۱) آسمان کا اس قدر بڑا اور پھیلا ہوا جسم (۲) زمین میں طرح طرح کی چیزیں اُگانے اور سمندر اور پہاڑوں کو اُٹھائے رکھنے کی طاقت (۳) چاند، سورج کا بالکل ٹھیک طریقہ سے صحیح وقت کی پابندی کے ساتھ نکلنا اور غائب ہونا (۴) انسان اور حیوان کی عقل اور اُن میں نر و مادہ کا ہونا اور نسل کی بقاء کے لئے نر و مادہ میں بایک دیگر رغبت کا ہونا (۵) ہواؤں کا ایک خاص انداز سے چلنا اور بادلوں کا ایک جگہ جمع ہو کر مینہ برسانا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بڑی طاقت اور قدرت والے نے اُن کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے فرمانبرداروں کے ذریعے وہ اُن سب کو اپنے حسبِ منشاء چلا بھی رہا ہے۔ اُسی پیدا کرنے والے کا نام اَللّٰہ ہے اور اُس کے مُطابق کام کرنے والے فرشتے کہلاتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، پانی، انسان، حیوان، زمین، آسمان غرض ساری کائنات کا انتظام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر آدمی اوّلاً تمام دُنیا کے پیدا کرنے والے یعنی اللہ پر اور اس کی مخلوق میں سے فرشتوں پر بھی ایمان لائے۔

سوالات

(۱) ایمان سے کیا مقصود ہے؟ (۲) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے کیا مُراد ہے؟

(۳) فرشتوں پر ایمان لانے کے کیا معنی؟ ان مسائل کا عقلی خلاصہ بیان کرو۔

رسُولوں (پیغمبروں) کا بیان

رسُولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے: کہ آدمی اعتقاد رکھے کہ (۱) رسُول خدائے تعالیٰ کے بندے اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے احکام اپنے بندوں تک پہنچانے کے لئے بھیجا (۳) وہ سچے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور (۴) کوئی گناہ نہیں کرتے (۵) وہ اللہ تعالیٰ کے ہر پیغام کو بلاکم و کاست پہنچاتے ہیں۔ اس میں نہ تو کوئی کمی بیشی کرتے نہ کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔ (۶) کوئی شخص اپنی کوشش اور عبادت سے رسُول یا نبی نہیں بن سکتا۔ یہ مرتبہ صرف اللہ کی طرف سے اپنے خاص بندوں کو عطا کیا گیا ہے۔ (۷) پیغمبروں میں سب سے اوّل حضرت آدم علیہ السّلام ہیں اور سب سے آخر اور افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ آپ کے بعد نہ تو کوئی نبی ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ آپ کے بعد جو شخص پیغمبری کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ (۸) انبیاء اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزے دکھاتے ہیں۔ قرآن مجید میں جن انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا ذکر نام لے کر کیا گیا ہے اُن کی تعداد پچیس ۲۵ ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ۔ آدمؑ ۔ ادریسؑ ۔ نوح علیہ السّلام ، ہودؑ ۔ صالحؑ ۔ ابراہیمؑ ۔ لوطؑ ۔ اسماعیلؑ ۔ اسحاقؑ ۔ یعقوبؑ ۔ یوسفؑ ۔ ایوبؑ ۔ ذوالکفلؑ ۔ شعیبؑ ۔ موسیٰؑ ۔ ہارونؑ ۔ یونسؑ ۔ داؤدؑ ۔ سلیمانؑ ۔ الیاسؑ ۔ الیسعؑ ۔ زکریاؑ ۔ یحییٰؑ ۔ عیسیٰؑ (ان سب پر خدا کی طرف سے رحمت اور سلام ہو)۔ ان سب رسُولوں میں زیادہ بلند مرتبے والے پانچ رسُول ہیں۔ (۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم (۲) حضرت ابراہیم علیہ السّلام (۳) حضرت موسیٰ علیہ السّلام (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام (۵) حضرت نوح علیہ السّلام۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے بچوں کو ان پیغمبروں کے نام جن کا ذکر خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

سکھائیں تاکہ وہ سب پر ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کریں۔ ان انبیاء پر تفصیلاً ایمان لانا واجب ہے۔ اور باقی انبیاء پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے۔

خدائے تعالیٰ کی کتابیں

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے: کہ انسان اس امر کا پکا اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کتابیں نازل فرمائیں۔ ان میں جو بڑی ہیں کتابیں کہلاتی ہیں اور چھوٹے رسالوں کو صحیفے کہتے ہیں۔ (۱) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (۲) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (۳) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور (۴) قرآن شریف ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ ان آسمانی کتابوں کے علاوہ چند صحیفے بھی ہیں، جو حضرت آدم علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر نازل ہوئے۔

عقلی طریقہ

عزیزو! بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو پیدا کیا، اب اتنا اور معلوم ہونا چاہیئے کہ انسانوں اور جنوں کی طبیعتوں میں کچھ ایسی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے وہ ظلم اور حیوانیت کی طرف کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے ہیں، اور ان کی عقل بھی اس قدر کامل نہیں ہے کہ وہ خود بخود کسی کی راہ نمائی کے بغیر سیدھی راہ پر چل سکیں۔ اور چونکہ ان کو پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ وہ اللہ کی مرضی اور حکم کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کریں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور بندوں کو اپنے احکام پر چلانے کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے۔ اور ان پر اپنی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ وہ ان کتابوں میں بیان کئے ہوئے احکام کو بندوں تک پہنچائیں۔ چنانچہ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی رسول یا ان کے پیرو موجود رہے ہیں

جو اللہ کے احکام بندوں تک پہنچاتے رہے اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اُن رسُولوں پر اور ان پر اُتری ہوئی کتابوں پر ایمان رکھے اور ان کو دل سے سچ مانے۔

سوالات

رسولوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ بڑے رُتبے والے رسُول کون کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ کون کون سی کتابیں نازل ہوئیں؟ اس سبق کا خلاصہ لکھو۔

آخرت (مرنے کے بعد زندہ ہونے) کا بیان

آخرت پر ایمان لانے اور اس پر پکا عقیدہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ:۔ انسان اعتقاد رکھے کہ (۱) ایک دن اس کائنات کو اپنی تمام چیزوں کے ساتھ فنا ہونا ہے (۲) اس روز (جو جمعہ کا روز ہوگا اور محرم کی دسویں تاریخ) اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام صُور پھونکیں گے اس کی آواز اس قدر سخت اور ڈراؤنی ہوگی کہ اس کے صدمہ سے تمام جانور اور آدمی مر جائیں گے، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑا کریں گے، ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے، غرض کہ ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی اسی کا نام قیامت اور اس کے بعد کی زندگی کا نام آخرت ہے۔ اس کے ایک عرصہ بعد اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب چیزیں پھر سے موجود ہو جائیں گی اور سب آدمی بھی زندہ ہو جائیں گے۔ محشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سب حاضر ہوں گے۔ اس وقت ہر شخص اپنے اچھے یا بُرے کام کا مناسب بدلہ پائے گا۔

قیامت کی نشانیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب (۱) دُنیا میں گناہ زیادہ ہونے لگیں (۲) لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانی اور اُن پر ظلم وستم کرنے لگیں (۳) امانت میں خیانت ہونے لگے (۴) گانے، بجانے، ناچ اور رنگ رلیوں میں زیادتی ہو جائے (۵) پچھلے لوگ اگلے بزرگوں کو بُرا بھلا کہنے لگیں (۶) بے علم اور کم علم لوگ پیشوا بن جائیں (۷) چرواہے وغیرہ کم مرتبہ لوگ بڑی بڑی اُونچی عمارتیں تعمیر کرنے لگیں۔ (۸) اچھے اچھے عُلماء دُنیا سے اُٹھ جائیں۔ (۹) عام لوگ عالموں اور اچھے لوگوں سے نفرت کرنے لگیں۔ (۱۰) لوگ جاہلوں اور فاسقوں کو سردار بنانے اور اُن سے مسائل پوچھنے لگیں۔ (۱۱) مسجدوں میں لوگ جھگڑا اور شور وغُل کرنے لگیں ناقابل لوگوں کو عہدے ملنے لگیں تو جان لو کہ قیامت قریب آگئی۔

تقدیر (یعنی قضا وقدر) کا بیان

قضا وقدر پر ایمان رکھنے کا یہ مطلب ہے:۔ کہ انسان اعتقاد رکھے کہ ہر اچھی اور بُری بات کا اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک مقررہ اندازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اُسے پیدا کرنے سے پہلے ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے ہی کو تقدیر کہتے ہیں کوئی بات چاہے وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے اندازے، اور حساب سے باہر نہیں۔

عقلی طریقہ:۔ مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا اور اُن کو سیدھی راہ پر چلانے کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے اور اُن پر کتابیں نازل فرمائیں۔ اب دیکھنا یہ ہو کہ لوگوں نے کس کس کتاب اور کون کون سے رسُول کے احکام کو مانا اور اُن پر عمل کیا ہے اور کتنوں

نے خدائی قانون کا لحاظ نہیں کیا اور رسُول کا کہا نہیں مانا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب تمام رسُول اور سب لوگ بھی موجود ہوں تاکہ ہر بات ایک دُوسرے کے سامنے طے پائے اور ہر ایک کے متعلق آخری فیصلہ ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن مُقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ اپنی آخری کتاب قُرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ	اور زمین اپنے رب کے نُور سے روشن ہو جائے گی۔ اور نامۂ اعمال (ہر ایک کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔) اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں کو پیدا کیا موت اور حیات سب کچھ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے بلاشبہ اس کے علم میں ہر چیز کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہے اور اسی کا نام قضا و قدر ہے۔ اس لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ قیامت اور قضا و قدر پر ایمان لائے۔

سوالات

(۱) آخرت پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ (۲) قضا و قدر پر ایمان لانے کے کیا معنی؟

(۳) اس کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

اِسلام کے بُنیادی اُصول

اِسلام کے بنیادی اصول چار ہیں (۱) قرآن شریف (۲) حدیث نبویؐ (۳) عُلمائے اُمّت کا اجماع (۴) قیاس معتبر۔

(۱) قُرآن کریم:۔ وہ کتاب ہے جو ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا کے تمام

لوگوں کی دینی اور دنیوی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی

(۲) حدیث شریف یا سُنّتِ نبوی ؐ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو حدیث اور آپ کے اعمال کو سُنّت کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں انسان کو سیدھی راہ دکھاتی ہیں۔ اور ان کی مدد سے قرآن شریف کا مطلب صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے بلکہ یہ قرآن کی بہترین تفسیر ہیں۔

عقلی طریقہ:۔ طالب علمو! تمام آسمانی کتابوں میں قرآن مجید کا رتبہ اعلیٰ وارفع ہے کیوں کہ اوّل تو یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور آج تک اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے۔ دوسرے یہ کہ انسانی ضروریات کی تمام باتیں اس میں موجود ہیں۔ معاملات دنیوی اور عبادات اُخروی کے ساتھ ساتھ اس میں اخلاق تمدّن، سیاست گذشتہ قوموں کی تاریخ اور اس عالم (یعنی دُنیا و مافیہا) کے متعلق مختلف علم کہیں مختصر کہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سب سے بڑا معجزہ ہے اس کی فصاحت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے بلاغت والے شاعر اور ادیب گونگے اور بے زبان ہو گئے اور اس میں خدائے تعالیٰ کی قُدرت کی بے شمار نشانیاں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور دارین کی مصلحتیں اور بہبودیاں اس میں بھری ہیں۔ پس ضروری ہے کہ انسان اس کتاب کو اپنا رہنما بنائے اور اس سے ہدایت حاصل کرے۔

(۳) اجماعِ اُمّت:۔ یعنی دین کی وہ بات جس کے عمل کرنے پر اُمّت کے معتبر علماء نے اتفاق کر لیا ہو

(۴) قیاس معتبر:۔ وہ مسئلہ ہے جو قرآن شریف کی کسی آیت یا حدیث سے اخذ کیا گیا ہو۔

عقلی طریقہ:۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اجماع بھی قطعی دلیل ہے یعنی جب کسی مسئلہ پر علماء مسلمین متفق ہو جائیں تو اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور جماعت سے مُراد اہلِ علم (یعنی عُلماء) کی جماعت ہے۔ اور اس کے

ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی (یعنی گمراہی پر اجماع نہیں کرسکتی)، اس سے معلوم ہوا کہ اُمت کا اتفاق کسی گمراہ کرنے والی بات پر نہیں ہوسکتا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ؕ

(ترجمہ) اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کردیں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کے راستہ کی پیروی کو ضروری قرار دیا اور یہ پیروی نہ کرنے پر جہنّم کا عذاب مقرر فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ اجماع بھی منجملہ قرآن وحدیث کے دلیل قطعی کا درجہ رکھتا ہے اور اس کو ماننا ہم پر فرض ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مُسلمانوں کی جماعت پر ہے جس نے دُوسری راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جاگرا۔ دین اسلام کے اُصولوں میں سے قیاس بھی ہے کیونکہ ہر زمانہ میں عجیب عجیب باتیں اور نئے نئے امور پیش آتے رہتے ہیں اور ایسی صُورتوں میں قیاس صحیح پر عمل کرنا ایک فطری بات ہے اس لئے جس طرح قرآن وحدیث پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح جو مسائل قُرآن وحدیث پر قیاس کر کے اخذ کئے جائیں گے یا اُن سے سمجھے جائیں گے اُن پر عمل کرنا بھی فطرت وعقل کے بالکل مُطابق ہوگا۔ لہٰذا قیاس معتبر کو ماننا ضروری ہے۔

اسلام کے احکام (۱)

مکلّف :۔ یعنی وہ آدمی جس کے لئے احکام پر عمل کرنا فرض ہو گیا ہو۔ مکلف وہ عاقل و بالغ مرد یا عورت ہے جسے دعوتِ اسلام پہنچی ہو۔

فرض اور واجب :۔ فرض وہ امر ہے جس پر مکلف کو عمل کرنا ضروری ہے جیسے نماز، روزہ وغیرہ اگر مکلف انہیں کرے گا تو ثواب پائے گا۔ اگر ان پر کاربند نہ ہو گا (یعنی چھوڑ دے گا)، تو سزا پائے گا۔ فرض اور واجب کا ایک ہی مطلب ہے مگر احکامِ حج میں اُن دونوں میں کچھ فرق ہے جو وہاں بیان کیا جائیگا۔

فرض کی تقسیم :۔ فرض کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض عین اور (۲) فرض کفایہ۔

فرض عین وہ ہے جس پر عمل کرنا ہر مکلف پر ضروری ہے اور وہ جب تک اسے ادا نہ کرے وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

فرض کفایہ وہ ہے جس پر عمل کرنا مسلمانوں پر مجموعی طور سے ضروری ہے یعنی اگر ان میں سے چند لوگ اُسے ادا کریں تو کافی ہوگا اور دُوسروں پر سے بھی اس کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی جیسے میّت کو غُسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنا اور اس کو لے جا کر دفن کرنا یا ان صنعتوں کا سیکھنا جن کا انسان محتاج ہوتا ہے جیسے طبابت، معماری، پارچہ سازی، وغیرہ وغیرہ۔

عقلی طریقہ

عزیزو! یہ تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ مگر چونکہ اُن کو بلا کسی مشغلہ کے بیکار رکھنا نہایت ہی ناموزوں تھا اس لئے بہت سے کام ان کے لئے ضروری قرار دیئے اور بہت سی صنعتوں اور پیشوں کا ان کو محتاج بنایا۔ ان ضروری کاموں اور صنعتوں میں چند دینی ہیں اور چند دنیوی،

اور یہ سب انسان کی معاشی اصلاح کی حالت کی درستگی اور آخرت کی بھلائی کے لئے ہے پس جو عمل لامحالہ انسان کے کسی نہ کسی فائدہ کے لحاظ سے ضروری ہے اسکا نام فرض عین ہے جیسے بہت سی عبادتیں اور جو امر ہر شخص کے لئے ضروری نہ ہو بلکہ شہر کے تمام لوگوں کے لئے مجموعی طور پر ضروری ہو اسکا نام فرض کفایہ ہے جیسے مختلف قسم کی صنعتیں اور حرفتیں۔ اب اگر تمام لوگ کسی ضروری صنعت کے تارک ہوں گے تو سب گنہگار ہوں گے۔ موجودہ زمانہ میں مسلمان قوم، نہ صرف بہت سی ضروری صنعتوں سے ناواقف ہونے کی بنا پر گنہگار ہے بلکہ سوئی یا گھڑی سازی جیسی معمولی صنعتوں سے نابلد ہونے کی وجہ سے بھی مجرم ہوتی ہے حالانکہ مذہبی و تمدنی ترقی کے پیش نظر مختلف فنون و حرف سے آگاہ ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

سوالات

(۱) مکلف کسے کہتے ہیں؟ (۲) فرض اور واجب کے کیا معنی ہیں؟ ان دونوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ فرض عین کسے کہتے ہیں؟ فرض کفایہ کسے کہتے ہیں۔ اس سبق کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

اسلام کے احکام (۲)

سُنت یا مندوب:۔ ہر وہ پسندیدہ فعل ہے جس پر عمل کرنے والا ثواب حاصل کرتا ہے اور عمل نہ کرنے والا سزا کا مستحق نہیں ہوتا مثلاً نماز کی سُنتیں، یا نیکی کے سب کام، سُنت یا مندوب کے معنی ایک ہی ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حرام:۔ وہ بُرا فعل ہے جسکا چھوڑ دینا لازم ہے۔ اسکا تارک ثواب پاتا ہے اور اُسکا کرنیوالا سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ مثلاً چوری کرنا، شراب پینا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا وغیرہ۔

مکروہ :- وہ فعل ہے جس کا ترک کرنا اچھا اور مستحب ہے جیسے لہسن یا پیاز کھا کر جماعت کے ساتھ نماز میں شریک ہونا۔ پس ایسی چیزوں کا تارک ثواب پائے گا اور عامل سزا نہیں پائے گا۔

مباح :- وہ فعل ہے جو انسان کے لئے جائز ہو مثلاً اچھے اچھے کپڑے پہننا جائز طور پر عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنا نہ تو اِسمیں ثواب ہے نہ گناہ۔

عقلی طریقہ :- بچّو! انسانی کاموں میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اچھے سمجھے جاتے ہیں جیسے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا غیر لوگوں سے مدارات برتنا اور بھلائی کے کاموں میں حصّہ لینا وغیرہ۔ اچھے کام سُنّت کہلاتے ہیں اور اُن کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور کچھ کام ایسے ہیں جن کا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اُن میں دینی اور دنیوی نقصان ہوتا ہے جیسے شراب پینا کہ تمام حکماء و اطباء اس کی مضرت کے معترف ہیں۔ یا زنا کہ اُس سے نسل خراب ہوتی ہے۔ یا غیبت یا چغلی کہ اس سے لوگوں میں فساد پھیلتا ہے۔ یا اُسی طرح کے اور کام جو بُرے کہلاتے ہیں اُن کے کرنے سے دُنیا اور آخرت دونوں میں سزا ملتی ہے اور کچھ کام ایسے ہیں جو زیادہ بُرے نہیں جیسے تمباکو کھانا یا پینا کہ اس میں کسی قدر نقصان ہے۔ پس ایسے فعل مکروہ کہلاتے ہیں اُن کا ترک کرنا مستحب ہے، اور کچھ کام مباح ہوتے ہیں جن کے کرنے میں نہ ثواب ہے اور نہ عذاب جیسے گھوڑے یا موٹر کی سواری زیب و زینت والے کپڑے پہننا۔ چونکہ ان سے دین کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ جائز ہیں اور ان کو مباح کہا جاتا ہے۔

سوالات

سُنّت اور مندوب کسے کہتے ہیں؟ کیا ان دونوں میں فرق ہے؟ حرام کس کو کہتے ہیں اور مکروہ کس کو؟

اس سبق کا عقلی خلاصہ بیان کرو۔

اسلام کے ارکان

اسلام کی بُنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کی پرستش کی جائے۔ اور گواہی دینا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم تک پہنچانے والے ہیں (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) رمضان شریف کے روزے رکھنا (۵) حج کرنا بشرطیکہ اس کی استطاعت رکھتا ہو (یعنی راستے کا خرچ برداشت کرسکتا ہو اور راہ میں امن ہو) ان شہادتوں کے معنی یہ ہیں (۱) کہ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی گواہی دے اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز کے معنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی اور اس کی جناب میں اپنی عاجزی وانکساری اور اس کی بزرگی وکبریائی کا اظہار کرنے کے ہیں۔ (۳) زکوٰۃ کے معنی خدائے تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے مال میں سے ایک مخصوص حصہ غرباء وفقراء وغیرہ کو دینا تاکہ وہ اپنی حاجتیں پوری کرسکیں۔ (۴) روزہ کے معنی نیت کے ساتھ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشوں سے باز رہنے کے ہیں۔ (۵) حج کے معنی ایک خاص قسم کی مالی وبدنی عبادت کی ادائیگی کے لئے کعبۃ اللہ شریف کا قصد کرکے وہاں جانے کے ہیں۔ (ان کے متعلق ضروری باتیں آگے مفصل بیان ہوں گی)

عقلی طریقہ

بچو! انسان کی طبیعت ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا پسند کرتی ہے جس کے لئے کسی نہ کسی ربط یا تعلق کا ہونا ضروری ہے اور سب سے بڑا تعلق دین کا ہوتا ہے کہ اُس کے ذریعہ عقیدے، عبادتیں اخلاق، عادات، طرز معاشرت، غرضکہ اُن سب چیزوں میں جن کا انسان کی زندگی سے تعلق ہے باہم موافقت اور مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ اس بنا پر انسانوں کی زندگی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا سبب

بڑا ذریعہ دینِ توحید یا دینِ اسلام ہے۔ اس کے لئے خاص خاص باتیں یعنی ارکان بھی ضروری ہیں تاکہ دین دار آدمی ان پر عمل کر کے اس کے ذریعہ اپنے تعلقات کو ایک دوسرے کے ساتھ قائم کر سکیں، یہ ارکان، توحید و رسالت کا اقرار، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہیں۔

سوالات

اسلام کے ارکان کیا کیا ہیں؟ دونوں شہادتوں کا مطلب کیا ہے؟ باقی ارکان کا کیا مطلب ہے؟

اس سبق کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

ارکانِ اسلام کی تفصیل

اسلام کا پہلا رکن :۔ شہادتِ توحید اور شہادتِ رسالت ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان دل سے اعتقاد رکھے اور زبان سے اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تمام موجودات سے بے نیاز اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے۔ اسی طرح زبان سے اقرار کرے اور دل سے اعتقاد رکھے کہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ ثقلین (انس و جن) کے لئے خدا کے رسول ہیں اور آپ ان کو اچھی اور سیدھی راہ بتانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں آپ کی رسالت بالاجماع بالکل واضح طریقہ پر دین سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ دونوں شہادتوں کو ادا کرنے کی شرطیں یہ ہیں۔

(۱) شہادتِ توحید اور شہادتِ رسالت کے الفاظ میں ترتیب کو ملحوظ رکھے یعنی پہلا لفظ پہلے بولا اور ادا کیا جائے۔ اور پچھلا لفظ پیچھے (۲) ان شہادتوں کی ہر مخالف بات کا منکر ہو۔ (۳) توحید اور رسالت میں کسی قسم کا اس کو شک و شبہ نہ ہو۔

زبان سے کہنا ۔ عمر بھر میں کم سے کم ایک مرتبہ ان دونوں شہادتوں کے الفاظ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

(ترجمہ) گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

زبان سے کہہ لینا ضروری ہے اور اُن کا اصل مقصد یہ ہے کہ ان پر دل سے ایمان لائے۔

عقلی طریقہ

بچو! یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خدا کو واحد ماننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے دُنیا جانتی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں اور اس کی وجہ سے کسی دین کو صحیح نہیں مانتے وہ بھی جب کبھی اپنی ذات میں غور کرتے ہیں یا کسی مُصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو اس وقت وہ خالق حقیقی یعنی اپنے پیدا کرنے والے کو ماننے لگتے ہیں اور اسی معبودِ واحد کی طرف رُجوع کرتے ہیں۔ اُن کا یہ اقرار بھی توحید الٰہی کی شہادت دینا ہے پھر جس طرح کوئی بادشاہ اپنی رعیّت پر ایسے حاکم مقرر کرتا ہے جو لوگوں میں نظام و عدل اور انصاف قائم کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں نظام قائم کرنے اور ان کے لئے مفید اور اچھے قوانین پر عمل کی دعوت دینے کے لئے انبیاء ؑ مبعوث فرمائے ان سب میں ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے ثبوت میں ایسے معجزے پیش فرمائے جنھوں نے منکرین کے لئے اتنی گنجائش بھی باقی نہیں رکھی کہ وہ کسی بات کا انکار کرسکیں۔ چنانچہ اہل حق وانصاف نے وحدانیتِ خداوندی و رسالتِ محمدی کو اعلانیہ مان ہی لیا۔

سوالات

دونوں شہادتوں کے معنی مفصل بیان کرو؟ دونوں شہادتوں کی ادائیگی کی کیا شرط ہے؟
اُن کو کتنی مرتبہ زبان سے کہنا ضروری ہے؟ اعتقاد و ایمان کے معنی صاف بیان کرو؟

اسلام کے دوسرے رُکن یعنی نماز کی تفصیل

نماز کے وسائل:۔ چونکہ نماز طہارت (یعنی پاکی کے) بغیر صحیح نہیں ہوتی اس لئے ہم طہارت کو پہلے بیان کرتے ہیں کیونکہ یہی نماز کا وسیلہ اور اس کی پہلی سیڑھی ہے۔

طہارت کے معنی:۔ پاکیزگی صفائی اور ستھرائی کے ہیں اور فقہ میں پاکی کا مطلب (۱) وضو (۲) غسل (۳) تیمم کرنا (۴) اور نجاست کا دُور کرنا ہے۔

طہارت کے وسائل:۔ طہارت کے ذریعے چار ہیں (۱) پانی (۲) مٹی (۳) پتھر ڈھیلا (۴) دباغت۔

پانی کی قسمیں!

پانی کی قسمیں چار ہیں:۔ (۱) طاہر و مطہر غیر مکروہ (۲) طاہر مطہر مکروہ (۳) طاہر غیر مطہر (۴) نجس

(۱) طاہر مطہر غیر مکروہ وہ پانی ہے جو خود بھی پاک اور غیر کو پاک کرنے والا ہو۔ وہ آبِ مطلق (یعنی خالص پانی) ہے اُس سے وضو و غسل وغیرہ بغیر کراہت کے دُرست ہے۔ (۲) دُوسرا طاہر مطہر مکروہ وہ پانی ہے جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے والا بھی ہو مگر وضو و غسل کے لئے اسکا استعمال مکروہ ہو مثلاً آبِ مشمس۔ (یعنی دُھوپ میں رکھا ہوا پانی)، وہ پانی جو لوہے یا تانبے یا رانگے کے برتن میں آفتاب کی تابش سے گرم

ہوگیا ہو۔ ایسے پانی کو کپڑے وغیرہ کے دھونے میں استعمال کرنا مکروہ نہیں، اگر سونے یا چاندی کے برتن میں گرم ہو جائے تو وہ وضو اور غُسل کے لئے بھی مکروہ نہیں، اس لئے کہ سونے اور چاندی کا جوہر صاف ہے، اُسی طرح دھوپ میں گرم شدہ پانی کے سرد ہو جانے سے اس کی کراہت زائل ہو جاتی ہے نیز بہت زیادہ سرد اور بہت زیادہ گرم پانی کا بدن کے لئے استعمال مکروہ ہے۔ (۳) طاہر غیر مطہر وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو مگر وضو، غُسل یا استنجا اس سے درست نہیں جیسے وہ پانی جو ایک بار کسی فرض کام مثلاً فرض وضو یا فرض غُسل میں استعمال کیا گیا ہو نیز وہ پانی جو کسی پاک چیز کی آمیزش سے متغیر ہو گیا ہو۔

نجس پانی کی دو۲ قسمیں ہیں:۔ (۱) مارِ قلیل (تھوڑا پانی) (۲) مارِ کثیر (بہت پانی) مارِ قلیل یعنی تھوڑا پانی جو دو۲ قلے سے کم ہو اگر اس میں نجاستِ غیر معفوعنہ پڑ جائے خواہ اس سے پانی متغیر ہو یا نہ ہو۔ نجاست کے پڑ جانے سے وہ پانی نجس ہوتا ہے (غیر معفوعنہ وہ نجاست ہے جس کا دھونا ضروری ہے)

مارِ کثیر:۔ بہت پانی وہ ہے جو دو قلے یا اُس سے زیادہ ہو اُس میں اگر نجاست پڑ جائے اور پانی کے تین۳ اوصاف یعنی رنگ، بُو اور ذائقہ میں سے کوئی ایک بھی وصف بدل جائے تو وہ پانی بھی نجس ہو جاتا ہے

دو قلے پانی:۔ پیمائش کے لحاظ سے اگر کسی مُربع چیز مثلاً حوض یا گڑھے یا برتن میں پانی بھرا ہو تو اُس سے لمبائی، چوڑائی اور گہرائی میں کم از کم سوا ہاتھ ہونا چاہیئے۔ اگر مدور یعنی کسی گول جگہ یا برتن مثلاً کنواں وغیرہ میں وہ پانی ہو تو اُسے کم از کم ڈھائی ہاتھ گہرا اور ایک ہاتھ چوڑا ہونا چاہیئے۔ ایسے پانی میں وضو اور غسل درست ہے (دو قلے پانی کا وزن تقریباً ۴۴۴ پونڈ ہوگا۔)

عقلی طریقہ

عزیزو! یہ سمجھ میں آنیوالی بات ہے کہ ہر احسان کرنے والا شکر کا مستحق ہوتا ہے اور انسانوں پر سب

زیادہ بڑا احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے۔ اسی نے اس کو پیدا کیا۔ اس کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے کے اسباب پیدا کئے۔ عقل اور سمجھ جیسی نعمتیں دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کا مطلب اس کی اطاعت (فرمانبرداری) کرنا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ تمام مکروہ چیزوں سے پاک ہے اس لئے اپنی وہی اطاعت قبول کرتا ہے جو کمال پاکی اور صاف ستھرے پن سے ادا کی جائے۔ نماز صرف عبادت ہی نہیں بلکہ بڑی فرمانبرداری بھی ہے اس لئے وہ بغیر طہارت کے مقبول نہیں اور بغیر خالص اور پاک پانی کے وضو وغسل ہو نہیں سکتا۔ اس لئے طہارت و نماز سے تعلق رکھنے والی ہر بات کا جاننا نہایت ہی ضروری ہوا اس کے علاوہ طہارتِ جسمانی، رُوحانی اصلاح کے لئے بھی مُفید ہے۔ جسم سے ناپاکی اور میل کچیل کے دُور ہو جانے سے طبیعت بھی ہشاش بشاش رہتی ہے نیز بدن کے مسام بھی کُھلے رہتے ہیں جس سے مزید صحت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوالات

طہارت کا کیا مطلب ہے؟ طہارت کے کیا کیا وسائل ہیں؟ پانی کی کتنی قسمیں ھیں؟ ماءِ قلیل اور ماءِ کثیر کسے کہا جاتا ہے؟

نجاست

نجس چیزیں:۔ حسب ذیل ہیں۔ (۱) خون (۲) پیپ (۳) قے کے ساتھ مُنہ سے باہر نکلی ہوئی چیزیں۔ سوتے ہوئے شخص کے منہ سے جو رال بہتی ہے اگر وہ متغیّر اور بدبُودار ہے اور معدے سے نکل کر بہتی ہے تو وہ رال بھی نجس ہے (اُس کا بدبُودار ہونا اس کے معدے سے نکل کر بہنے کا کافی ثبوت ہے) لیکن وہ معدے سے نہ ہو بلکہ حلق کے کوے سے بہہ کر آئی ہو تو وہ رال نجس نہیں (۴) پیشاب پاخانہ (۵) مذی

(۶) وَدِی اور (منی کے سوا) ہر وہ نرم چیز جو دونوں راستوں (یعنی آگے اور پیچھے کی شرم گاہوں) میں سے کسی ایک سے خارج ہو (۷) شراب اور اس کے جیسی ہر رقیق یعنی تپلی بہنے والی نشہ آور چیز (۸) کُتّا اور سور اور ان دونوں کے بچے (یعنی بچے) اور ان دونوں کے کسی پاک جانور کے ساتھ جُفتی کرنے کی وجہ سے جو جانور پیدا ہو وہ اور ان کی رال اور ان کا گیلا بدن (۹) تمام مرے ہوئے حیوانات (آدمی، ٹڈی اور مچھلی کے سوا جو مرنے کے بعد بھی طاہر ہیں۔ (۱۰) اُن جانوروں کا دُودھ جن کا گوشت حرام ہے۔

نجاست کے اقسام:۔ (۱) مخففہ یعنی ہلکی نجاست، دو سال سے کم عمر کا لڑکا جو دُودھ کے سوا کوئی غذا نہ کھاتا ہو، اس کے پیشاب کو دھونے کی ضرورت نہیں۔ اُس پر اچھی طرح پانی چھڑکنا کافی ہے۔ (۲) نجاستِ متوسط (درمیانی نجاست) کُتّے اور سُور اور ان دونوں کی فرع کے علاوہ دُوسرے جانوروں کی نجاست کو نجاستِ متوسط کہتے ہیں۔ اگر اس قسم کی نجاست کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور دکھائی دیتی ہو تو اس کو پانی سے اس قدر دھونا چاہیے کہ ناپاکی کا اثر باقی نہ رہے یعنی نجاستِ مذکورہ کا رنگ، بو اور مزہ باقی نہ رہے۔ اگر نجاست دکھائی نہ دے تو وہ ناپاک چیز ایک مرتبہ اچھی طرح دھوئی جائے تو پاک ہو جاتی ہے، البتہ اس چیز کا تین مرتبہ دھونا افضل ہے (۳) نجاستِ مغلّظہ (بڑی نجاست) کُتّے اور سُوؔر اور ان دونوں کی فرع کی نجاست ہے اگر یہ نجاست بدن یا کپڑے کو لگے تو وہ سات دفعہ دھونے کے بعد پاک ہوتی ہے۔ لیکن چھ دفعہ سادہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی (یا گدلے پانی) سے دھونا لازم ہے پہلی بار مٹی سے مانجھنا بہتر ہے۔

معاف نجاستیں:۔ اگر نماز پڑھنے والے کے بدن پر زخم، یا دُمّل یا پھوڑا وغیرہ ہے۔ اور اس سے ہر وقت پیپ بہتا رہتا ہے اور کپڑا آلُودہ ہوتا رہتا ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے تو اُس کپڑے

سے نماز پڑھنا درست ہے۔ پسو، مکھی، مچھر اور کھٹمل کا خون جو اکثر کپڑوں اور بدن پر لگ جاتا ہے معاف ہے۔ اس طرح راستہ کا پانی اور کیچڑ جو بارش کے موسم میں اکثر بدن اور کپڑے وغیرہ پر لگ جاتا ہے اگر قلیل مقدار میں ہو تو معاف ہے ان احکام کا مفصل طریقہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔

سوالات

کون کون سی چیزیں نجس ہیں؟ نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟ نجاست مغلظہ مرتبہ دھونے سے دُور ہو جاتی ہے۔ اور اسے کس طرح دھونا چاہیے؟ نجاست متوسط کس طرح دُور ہو جاتی ہے۔ اور اسے کس طرح دھونا چاہیے؟ نجاستِ مخففہ کپڑے کو لگ جائے تو کس طرح پاک کی جائے۔ پسو، یا مچھر، کھٹمل کا خون لگ جائے تو معاف ہے یا نہیں اور کون سا کیچڑ اور کب معاف ہے؟

مُردہ جانوروں کی کھال پاک کرنے کا طریقہ

کتے اور سؤر اور جو جانور اُن کی نسل سے ہوں اُن کے سوا باقی تمام مُردار جانوروں کی کھال دباغت سے تو پاک ہوتی ہے اُن کے سوا بقیہ غیر مذبوح مُردہ جانوروں کی ہڈیاں اور بال نجس ہیں۔

شراب اگر سرکہ ہو جائے اس کا کیا حکم ہے

شراب خود بخود اپنے برتن میں بغیر کوئی چیز ملائے سرکہ بن جائے تو پاک ہے اور اگر کسی چیز کے ملانے کی وجہ سے سرکہ بن گئی ہو تو وہ سرکہ ناپاک ہے شراب سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے تو اس کا برتن بھی اس کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے۔

استنجے اور قضائے حاجت کے آداب

پاخانے جانا چاہو تو خدا اور رسول کا نام یا قرآن شریف کی کوئی آیت ساتھ نہ ہو۔ اگر بھولے سے

لے جائے تو جیب یا رُومال میں چھپالے۔ میدان میں قبلہ رُخ ہوکر نہ بیٹھے۔ بلا ضرورت کسی سے بات نہ کرے۔ پاخانے جاتے وقت بایاں پاؤں آگے بڑھا کر یہ دُعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث	(ترجمہ) خداوندا میں مذکر و مونث ناپاک شیطان سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس دُعا کے پڑھنے سے آدمی پاخانے میں رہنے والے جنوں اور شیطانوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

اور پاخانے سے باہر نکلتے وقت دایاں پاؤں آگے بڑھا کر یہ دُعا پڑھنا چاہیئے۔

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ○	(ترجمہ) خداوندا ہم تجھ سے بخشائش طلب کرتے ہیں۔ ہر قسم کی ستائش خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے مجھ سے تکلیف و اذیت دُور کی اور صحت عنایت فرمائی۔

پیشاب پاخانے سے فارغ ہوکر شرمگاہ کی اس جگہ کو جہاں گندگی لگی رہتی ہے پانی سے دھو ڈالنا واجب ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین پتھروں (ڈھیلوں) سے نجاست کو دُور کرے پھر پانی سے دھو ڈالے لیکن اگر اُس نجاست کو صرف پانی سے دھو ڈالے یا ڈھیلوں وغیرہ سے اُسے دُور کرے تو بھی کافی ہے لیکن صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنے میں چند مزید شرائط ہیں۔ (۱) نجاست کے نکلنے کی جگہ خشک نہ ہو گئی ہو۔ اور نجاست اس جگہ سے دُوسری جگہ تک پھیل نہ جائے (۲) پیشاب اور پاخانے کی جگہ پر دُوسری کوئی چیز نہ لگ جائے۔ لیکن اگر نجاست خشک ہو جائے یا دُوسری جگہ تک پھیل جائے۔ یا دوسری کوئی چیز اُس جگہ پر لگ جائے تو اُن صُورتوں میں پانی سے پاک کرنا لازم ہے۔

عقلی طریقہ

اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ طہارت جسم انسانی کے لئے مفید ہے اور نجاست اس کے لئے بلا شبہ مُضر ہے۔

علم طب سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ نجاست سے مختلف قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں پس ایسی صورت میں ضروری ہے کہ انسان نجاست سے محفوظ رہے اور اپنے آپ کو ہر وقت پاک اور صاف رکھے۔ خون اور پیپ میں جو زہریلے جراثیم ہوا کرتے ہیں وہ خوردبین کے ذریعے دیکھے جاتے ہیں۔ نشہ لانے والی چیزیں عقل کو کمزور کر دیتی ہیں یہاں تک کہ اکثر لوگ ان چیزوں کے استعمال کی کثرت کی وجہ سے پاگل ہو گئے ہیں۔ پیشاب اور پاخانہ کی پلیدی اور نقصان ظاہر ہے۔ کُتّے اور سور کے جسم کی تشریح کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اُن کے بدن میں بے انتہا نقصان دہ جراثیم موجود ہیں حتیٰ کہ کُتّے کے کاٹے ہوئے یعنی سگ گزیدہ لوگ بسا اوقات مر جاتے ہیں اور عام طور پر پاگل تو ہو ہی جاتے ہیں پس اُن سے ہر طرح پرہیز کرنا ضروری ہے۔ عموماً موت کسی نہ کسی مرض کی وجہ سے واقع ہوتی ہے لہٰذا مرنے والے میں کوئی نہ کوئی نقصان دہ اور مضر مادّے کا ہونا ضروری ہے۔ اسلام نہایت ہی سہل اور آسان دین ہے اُس نے چھوٹی چھوٹی نجاستیں مثلاً دانتوں کا خون وغیرہ جس سے احتراز مشکل ہے ایسی نجاستوں کو معاف کیا ہے۔

(۱) کن کن مُردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے؟ (۲) غیر مذبوح مُردار جانوروں کی ہڈیوں اور بالوں کا کیا حکم ہے؟ (۳) شراب کس طور سے سرکہ بننے سے پاک ہوتی ہے؟ (۴) ڈھیلوں سے استنجا کرے تو پاکی کب حاصل ہوتی ہے؟ (۵) استنجا کے لئے پانی کن کن صورتوں میں لازم ہے؟

وضو

وضو سے مُراد نیّت و ترتیب کے ساتھ ساتھ خاص خاص اعضاء کا دھونا ہے۔ بغیر وضو کے نماز درست نہیں ہوتی اس کا بیان حسب ذیل ہے۔

فرائض وضو :- وضو میں چھ فرض ہیں (۱) چہرے کے حصہ اوّل کو دھوتے وقت وضو کی نیت کرنا (نَوَیتُ فَرضَ الوُضُوءِ ، میں نے نیت کی فرض وضو کی (۲) پُورے چہرے کا دھونا طول میں پیشانی کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں ایک کان کی لَو سے دُوسرے کان کی لَو تک (۳) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا (۴) سر کے کچھ حصے کا مسح کرنا یعنی نئے پانی سے گیلا ہاتھ سر کے کچھ حصہ پر پھیرنا (۵) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ (۶) ترتیب کے ساتھ وضو کرنا یعنی نیت کے بعد سب سے پہلے مُنہ دھونا پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا پھر سر کا مسح کرنا پھر پاؤں دھونا اگر وضو اس ترتیب سے نہ کیا جائے تو وہ صحیح نہیں ہوتا۔

وضو کی سُنّتیں

وضو کی سُنّتیں دس ہیں (۱) وضو شروع کرنے سے پہلے سنن وضو کی نیت کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہنا۔ اگر آغاز وضو میں بسم اللہ بھول جائے، تو اثناء وضو میں بھی پڑھ سکتا ہے تسمیہ کے بعد یہ دُعا پڑھنا :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا ه	(ترجمہ، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے جس نے پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔

(۲) دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا (۳) کلی کرنا (۴) ناک میں پانی لینا (۵) سارے سر کا مسح کرنا اور نئے پانی سے پورے کانوں کا مسح کرنا سارے سر کا مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں انگوٹھے کنپٹیوں پر رکھے اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے سرے ملا کر سر کے آگے سے گدّی تک لے جائے اگر سر پر بال رہیں تو پھر انگلیوں کو وہاں سے پھیر کر پیشانی یعنی بال اُگنے کی جگہ تک واپس لائے اور کانوں کے مسح کرنے کا طریقہ

یہ ہے کہ دونوں کلمے کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں رکھے اور کانوں کی شکنوں میں پھیرے اور انگوٹھوں کو کانوں کے باہر کے حصے پر پھیرے اور اس کے بعد گیلی ہتھیلی کانوں پر رکھے (۶) گھنی داڑھی کا خلال کرنا (یعنی انگلیوں کو داڑھی کے اندر داخل کر کے باہر نکالنا) (۷) ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا (۸) دائیں عضو کو بائیں سے پہلے دھونا (۹) ہر عضو کو تین بار دھونا (۱۰) پے درپے کرنا اس طرح کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا عضو دھولے۔ وضو کے بعد کلمۂ شہادت اور یہ دعا پڑھے:-

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ ۝	(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں میں سے بنا۔ پاک ہے تیری ذات اے اللہ اور تیرے ہی لئے سب تعریف میں گواہ ہوں کہ سوا تیرے کوئی معبود نہیں۔ میں تیرے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع ہوتا ہوں۔

مسواک کرنا:- وضو کرتے وقت یا کسی دوسرے وقت پیلو کی لکڑی سے یا کسی اور سخت چیز سے (بہ نیت سنت) مسواک کرنا (یعنی دانت صاف کرنا) سنت ہے البتہ فرض یا نفل روزے کی حالت میں زوال آفتاب کے بعد سے غروب تک مسواک کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ مکروہ تنزیہی ہے بشرع

نماز و تلاوتِ قرآنِ مجید کے وقت۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد یا مُنہ میں بدبو پیدا ہو جائے۔ یا دانت زرد ہو جائیں تو اُس وقت مِسواک کرنے کی زیادہ تاکید آئی ہے۔ وضو میں مسواک کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرے اور سُنّتِ وضو کی نیت کرے۔ (نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْوُضُوْءِ) وضو کے سوا اور اوقات میں مسواک کرتے وقت صرف سُنّت مسواک کرنے کی نیت کرے۔ (نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِسْتِیَاکِ) جس شخص کے دانت نہ ہوں اُسے مسوڑوں پر مسواک پھیر لینا مستحب ہے۔

نواقضِ وضو

وضو کو توڑنے والی چیزیں پانچ ہیں۔ (۱) پیشاب یا پاخانے کے راستے سے کسی چیز کا نکلنا جیسے پیشاب پاخانہ ریح (یعنی ہوا) مذی، ودی، پتھر کپڑا وغیرہ ریح (یعنی ہوا) نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے آواز سُنائی دے یا بدبو پھیلے صرف شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۲) جم کر بیٹھنے کی نشست کے سوا لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانا (۳) نشہ، دیوانگی یا شدتِ غم یا کسی اور سبب سے عقل کا زائل ہو جانا (۴) کسی غیر محرم عورت کی چمڑی اپنی چمڑی سے لگنا (غیر محرم وہ عورت ہے جس کے ساتھ کسی وقت بھی نکاح جائز ہو سکتا ہو۔ اس بنا پر بیوی کی بہن یا خالہ یا پھوپھی کو چھو لینے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے) (۵) مرد یا عورت کے اپنے یا دوسرے کی، بچے کی یا بڑے کی زندہ کی یا میّت کی ستر (یعنی شرمگاہ) کو ہتھیلی یا انگلیوں کے پیٹ سے بغیر کسی حائل کے چھو لینا۔ قول جدید میں آدمی کے حلقہ دبر کو چھو لینے سے بھی ٹوٹتا ہے۔

عقلی طریقہ: وضو جسمِ انسانی کے لئے بیحد مفید ہے اور وہ اس لئے کہ اعضاء

وضو تقریباً پورے کُھلے رہتے ہیں اور ان پر مختلف قسم کے لیے نقصان دہ جراثیم جمع ہو جاتے ہیں جو دھوئے بغیر دفع نہیں ہو سکتے۔ نیز اُن اعضاء کو دھونے سے ان کے مساموں کے ذریعہ پانی اندر داخل ہو کر جسم میں تازگی اور طبیعت میں فرحت و کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ سر کے مسح سے بالوں میں تری پہنچتی ہے اور وہ بالوں کے لئے بہت مفید ہے۔ مختلف قسم کے کاموں کی وجہ سے میل کچیل زیادہ تر ہاتھوں اور پاؤں میں لگتا ہے لہٰذا اُن کو دھونا اور اُنگلیوں کا خلال کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ اُسی طرح مسواک نہ کرنے کی وجہ سے مُنہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے اسلام نے مسواک کی بڑی تاکید فرمائی اور اُسے بہت افضل قرار دیا ہے۔ مسواک کرنے سے دانت صاف رہتے ہیں اور اُن میں پیپ اور فاسد مادہ جمع نہیں ہوتا اسطرح دانتوں کو صاف رکھنے سے آنکھوں میں روشنی، جگر میں قوت اور معدہ میں طاقت اور قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ فقہاء نے اپنی بڑی کتابوں میں مسواک کے بہت سے فائدے بیان کئے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے مسواک والی نماز بے مسواک والی نماز سے ثواب میں ستّر درجہ بڑھ کر ہے انہی فوائد کو دیکھ کر اہل یورپ نے دانتوں کی صفائی کے لئے مختلف قسم کی دوائیں اور برش ایجاد کئے ہیں۔ پاک چیز کے بنے ہوئے برش کا استعمال جائز ہے۔ نماز میں چونکہ بندہ اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اس کا کلام پڑھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے اس لئے اس وقت ایک خاص طریقہ سے پاک ہونا یعنی باوضو ہونا ضروری ہے۔ وضو میں چار اعضاء خصوصیت کے ساتھ دھوئے جاتے ہیں۔ اور اس میں بھی ترتیب رکھی ہے۔ اوّل چہرہ اس لئے دھویا جاتا ہے کہ انسان کی نظر پہلے اسی پر پڑتی ہے۔ نیز اُس کا پاک ہونا دل کی پاکیزگی

پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے بعد ہاتھ اس لئے دھوئے جاتے ہیں کہ لین دین کا کام عموماً ہاتھوں ہی سے انجام دیا جاتا ہے۔ پس اُن کا پاک و صاف رہنا نہایت ضروری ہے اس کے بعد سر کے مسح کا درجہ ہے اور وہ انسان کے بدن کا سب سے اشرف عضو اور صفائی کا زیادہ مستحق ہے چونکہ اس کے بار بار دھونے میں عورتوں اور لمبے بال والے مَردوں کے لئے بڑی مشقت ہے اس لئے تخفیف اور رحم کے طور پر صرف مسح کافی رکھا گیا۔ سب سے آخر پیروں کے دھونے کا حکم ہے اس لئے کہ وہ اکثر ناپاک اور میلے ہو جاتے ہیں۔ پھر اُن اعضاء کا عبادت کی نیّت سے دھونا اور پاک کرنا دل کو کس قدر تازگی اور فرحت بخشتا اور رُوح کو قوت دیتا ہے اب رہی یہ بات کہ وضو کے نواقض میں ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جانے کا سبب۔ بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذکر بھی دُوسرے اعضاءِ بدن کی طرح ایک عضو ہے۔ جب دُوسرے اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اس سے بھی نہیں ٹوٹنا چاہیے۔ بظاہر یہ شبہ قوی معلوم ہوتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس حکم شریعت میں ایک مفید نکتہ مُضمر ہے۔ کیوں کہ ذکر ایسا عضو ہے جس کے بلا کسی حائل چھوئے جانے سے دماغ میں شہوانی خیالات پیدا ہونے اور حیوانی جذبات اُبھرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسی حالتوں میں مذی یا ودی بھی نکل آتی ہے اور اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ شریعت اسلامیہ جسم کی پاکی کے ساتھ خیالات کی پاکی چاہتی ہے اور چونکہ ذکر کو چھونے سے شہوانی خیالات پیدا ہو سکتے ہیں جن کا بُرا اثر طہارت پر پڑتا ہے اس لئے شریعت نے اُس کو چھونے پر دوبارہ وضو کا حکم دیا ہے۔

سوالات

وضو کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ وضو کے فرائض کیا کیا ہیں؟ مسواک کسے کہتے ہیں اور وہ مسواک کس کے لئے اور کس وقت مکروہ ہے۔ اور کن کن اوقات میں مسواک کرنے کی زیادہ تاکید آئی ہے۔ وضو کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟ ستر (یعنی شرمگاہ) کو چھونے سے وضو کے ٹوٹ جانے کی کیا وجہ ہے؟ اس سبق کا خلاصہ عقلی طریقہ سے بیان کرو؟

غُسل

شرع میں نیت کے ساتھ سارے بدن پہ پانی بہانے کو غُسل کہتے ہیں۔ موجباتِ غُسل چھ ۶ ہیں ان میں سے تین ۳ ایسے ہیں جو مرد اور عورت کے لئے عام ہیں۔ (۱) صُحبت (جماع) کرنا خواہ منی نکلے یا نہ نِکلے (۲) منی کا جماع سے یا اس کے بغیر نکلنا اور (۳) موت۔ بقیہ تین عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یعنی (۱) حیض (۲) نفاس (۳) ولادت۔

فرائضِ غسل دُو ہیں:- (۱) نیت نَوَیْتُ فَرْضَ الْغُسْلِ (میں نے نیت کی فرض غُسل کی)، یا نَوَیْتُ رَفْعَ الْجَنَابَۃِ (میں نے جنابت یعنی ناپاکی دُور ہونے کی نیت کی)، یا نَوَیْتُ رَفْعَ الْحَدَثِ الْاَکْبَرْ (میں نے حدث اکبر کے دُور ہونے کی نیت کی)، حیض و نفاس کی صُورت میں نَوَیْتُ رَفْعَ الْحَیْضِ (میں نے حیض سے پاک ہونے کی نیت کی)، یا نَوَیْتُ رَفْعَ النِّفَاسِ (میں نے نفاس سے پاک ہونے کی نیت کی)، (۲) تمام بدن پہ پانی بہانا اس طرح کہ کوئی جگہ بھی خشک نہ رہنے پائے۔ اور اگر غُسل کرنے والے کے بدن پر کوئی ایسی نجاست ہو جو دکھائی دیتی ہو تو تمام بدن پہ پانی بہانے میں اس نجاست کا دُور کرنا بھی ضروری ہے اس صُورت میں غُسل کے فرض تین ہو جاتے ہیں۔

سُنَنِ غُسل:۔ غُسل کی سُنّتیں بہت ہیں بعض اُن سے یہ ہیں۔ (۱) بسم اللہ کہنا (۲) پہلے وضو کرلینا (۳) سارا بدن مَلنا (۴) پے در پے دھونا (۵) داہنی طرف سے شروع کرنا (۶) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۷) بالوں میں خلال کرنا (۸) بدن سے میل کچیل صاف کرنا وغیرہ۔

اَغسالِ مسنونہ:۔ سُنّت غُسل بہت ہیں۔ پندرہ اُن میں سے زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) مُقیم کو نمازِ جمعہ کے لئے (۲) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے (۳) نمازِ اِستسقاء (یعنی طلب بارش کی نماز کے لئے) سُورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کے لئے۔ (۵) میّت کو نہلانے والا میّت کو نہلانے کے بعد خود غُسل کرے۔ (۶) کافر اسلام لانے کے بعد غُسل کرے (۷) مجنون یا بے ہوش آدمی دیوانگی یا بے ہوشی سے افاقہ پانے کے بعد (۸) حج کے لئے اِحرام کے وقت (۹) مکّے میں داخل ہوتے وقت (۱۰) وقوفِ عرفہ کے لئے (۱۱) مزدلفہ میں شب باشی کے لئے (۱۲) رمی جمار کے لئے (۱۳) کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کے لئے (۱۴) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے لئے (۱۵) مدینہ منوّرہ میں داخل ہوتے وقت۔

عقلی طریقہ

اُوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ وضو تندرستی کے لئے بہت مفید ہے اور اس سے پاکی اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔ غُسل میں سارا بدن دھویا جاتا ہے۔ لہٰذا اُس میں وضو سے کہیں زیادہ پاکی اور صفائی ہے۔ نہانے سے طبعِ انسانی میں ایک نئی اور نرالی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ مذکورہ بالا خاص خاص صُورتوں اور وقتوں میں نہانا بہت اہم ہے

کیونکہ جس وقت انتہادرجہ کی صفائی و پاکی مطلوب ہوتی ہے اُس وقت غُسل فرض قرار دیا گیا ہے اور بعض دُوسری صورتوں میں اُس کے پسندیدہ ہونے کی وجہ سے سُنّت قرار دیا گیا ہے۔

سوالات

غُسل کسے کہتے ہیں ؟ غُسل کے فرائض کیا کیا ہیں ؟ اور غُسل کے واجبات کیا کیا ہیں ؟ غسل کی سُنّتیں کیا کیا ہیں ؟ اغسالِ مسنونہ بیان کرو۔ غُسل سے جسم کے لئے کیا کیا فائدے ہیں ؟ بیان کرو۔

تیمّم

لغت میں تیمم کے معنی قصد و ارادہ کے ہیں اور شرع کی اصطلاح میں خاص شرائط پر وضو، غسل یا غُسلِ عضو کے بدلے چہرے اور ہاتھوں پر پاک مٹی سے مسح کرنے کے ہیں۔

شرائطِ تیمم :۔ تیمم کی شرطیں پانچ ہیں (۱) پانی نہ ملنا (۲) پانی کے استعمال سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ، یا یہ اندیشہ کہ وضو یا غسل میں پانی خرچ ہو جانے سے پیاس کی تکلیف برداشت کرنی ہوگی یا کسی محترم جانور کے لئے پانی کی ضرورت ہوگی وغیرہ (۳) نماز کا وقت آجانا اگر وقت آنے سے پہلے تیمم کرے تو درست نہیں (۴) پانی کا تلاش کرنا نماز کا وقت ہونے کے بعد ، (۵) مٹی پاک ہو گیلی نہ ہو۔ تیمم کے لئے ایک بار استعمال کی گئی مٹی سے دوبارہ تیمم نہیں ہوتا۔

تیمم کے فرض چار ہیں :۔ (۱) مٹی پر ہاتھ مارتے وقت فرض نماز کے مباح ہونے کی نیت کرنا نَوَیْتُ اِسْتِبَاحَۃَ فَرْضِ الصَّلٰوۃِ (میں نے فرض نماز مباح ہونے کی نیت کی)۔

(۲) چہرے کا مسح کرنا (۳) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا یعنی ایک بار مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے کا مسح کریں اور پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کا مسح کریں۔

(۴) ترتیب یعنی پہلے چہرہ کا پھر ہاتھوں کا مسح کرنا ترتیب سے مسح نہ کرے تو تیمم صحیح نہ ہوگا

تیمم کی سُنّتیں:۔ (۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا (۲) بائیں ہاتھ کے آگے دائیں ہاتھ کا مسح کرنا۔
(۳) ہاتھوں میں مٹی زیادہ لگی ہو تو جھٹکنا (۴) پے در پے مسح کرنا یعنی دونوں ضربوں میں زیادہ وقفہ نہ ہونے دینا۔

تیمم توڑنے والی چیزیں:۔ (۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہیں سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے (۲) علاوہ ان کے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز شروع کرنے سے پہلے پانی مل جائے اور اس کے استعمال پر صحیح قدرت ہو تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (۳) مُرتد ہو جانے (یعنی دائرہ اسلام سے نکل جانے) سے بھی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ) تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ تیمم ہر فرض نماز کی ادائیگی کے لئے دوبارہ کرنا ضروری ہے البتہ ایک تیمم سے کئی سُنّتیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

جبیرہ:۔ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے جوڑنے کے لئے جو پٹی اُن پر باندھی جاتی ہے اُسے فقہ میں جبیرہ کہتے ہیں۔ اور جبیرہ والا شخص پٹی پر سے مسح کرے اور تیمم کر کے نماز پڑھے۔ اگر طہارت کی حالت میں پٹی باندھی جائے اور پٹی باندھتے وقت پٹی سے نیچے کی جگہ پاک ہو اور پٹی کے لئے ضرورت سے زیادہ جگہ نہ گھیری گئی ہو تو ان صورتوں میں تیمم کے ساتھ پڑھی ہوئی نمازوں کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

عقلی طریقہ

جاننا چاہیئے کہ مذہبِ اسلام میں جتنے بھی فرائض یا سُنّتیں ہیں سب کا دار و مدار کسی نہ کسی حکمت پر ہے لہٰذا اگر کسی فرض یا سُنّت کا فلسفہ اور حکمت اس کے دقیق اور مشکل ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہ آئے تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس فرض یا سُنّت میں کوئی حکمت ہی نہیں علمائے نے احکام کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک قسم کا نام معقول المعنیٰ ہے۔ جس کی حکمت ظاہر ہو اور بآسانی سمجھ میں آجاتی ہو۔ اور دوسری قسم کا نام

تعبدی ہے جس کی حکمت ظاہر نہ ہو لیکن بطور اطاعت خداوندی اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہو کیونکہ حاکم حقیقی کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا پس تیمم کا شمار تعبدی احکام میں ہے لیکن پھر بھی تھوڑا غور کرنے سے اس کی حکمت معلوم کی جا سکتی ہے چنانچہ انسان میں دو مادے ہیں پانی اور مٹی۔ اللہ عزوجل قرآن شریف میں فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (ترجمہ، اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے) نیز حسب بیان قرآن مجید ہماری پیدائش مٹی سے ہے جب ہماری نشوونما ان دو چیزوں سے ہے تو ہماری طہارت انہیں دو چیزوں پر منحصر ہونی چاہیئے اور چونکہ پانی سے میل کچیل اور نجاست دور ہو جاتی ہے۔ اس لئے نجاست کو دور کرنے اور وضو وغسل کے لئے اصل اور اول چیز پانی ہے جب تک پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو اس کا ترک کرنا اصلیت سے ہٹ جانا ہے البتہ اگر پانی نہ ملے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے اس کا استعمال ضرر رساں ہو تو اس صورت میں اُسے ترک کیا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ میل کھانے والی دوسرے درجہ کی چیز مٹی ہے، ہم مانتے ہیں کہ مٹی بظاہر ملوث ہے لیکن باطن میں پاک چیز ہے۔ جب یہ باطنی طہارت کو قوی کر دیتی ہے تو میل کچیل کو بھی ضرور دور کر دے گی یا کم از کم اس کو کم کر دے گی۔ اب رہا یہ سوال کہ مٹی صرف دو اعضاء پر ملی جاتی ہے باقی اور حصے چھوڑ دیئے جاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی عین مقتضائے حکمت ہے اس لئے کہ سر پر خاک ڈالنا ایک مکروہ فعل ہے یہ مُصیبت کے وقت بے صبر لوگوں کا شعار ہے اور پیر عموماً گرد آلود ہوتے ہیں اُن پر مٹی ملنا ایک عبث فعل ہے البتہ چہرے پر مٹی والا ہاتھ پھیرنا انتہائی خشوع وخضوع کی نشانی کی خدائے بزرگ و برتر کے سامنے اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار اور اس کی تعظیم کی واضح دلیل ہے ہے اس لئے یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ اول درجہ کی چیز (پانی) کے نہ ہونے پر دوسرے درجہ کی چیز

دمٹی) استعمال کی جاتی ہے لہٰذا غسل اور وضو کے بجائے تیمم کرنا ضروری ہوا۔

سوالات

وضو وغسل کے قائم مقام کیا چیز ہو سکتی ہے؟ تیمم کسے کہتے ہیں؟ تیمم کے لئے کیا کیا شرطیں ہیں؟ تیمم کے فرائض اور سنتیں کیا کیا ہیں؟ کن چیزوں سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے؟ کیا ہر فرض کے لئے علیحدہ تیمم کی ضرورت ہے؟ جبیرے والا شخص تیمم میں کیا کرے؟ تیمم وضو کا قائم مقام کیسا ہوتا ہے؟ بیان کرو۔

موزوں پر مسح

موزوں پر مسح کے شرائط:۔ وضو کے لئے دونوں پاؤں دھونے میں اتنی سہولت رکھی گئی ہے کہ موزوں کو اتار کر پاؤں دھونے کے بجائے صرف موزوں پر مسح کر لینا کافی ہے لیکن اس کے لئے چار شرطیں ہیں (۱) موزے ایسے ہوں جو پاؤں کے اس حصّے کو جسے وضو میں دھونا فرض ہے ڈھانکے ہوئے ہوں۔ (۲) موزے اس قدر موٹے اور دبیز ہوں کہ انھیں پہن کر اچھی طرح چلنا پھرنا ممکن ہو موزے چمڑے کے ہوں یا سُوتی یا اُونی (۳) موزے پاک ہوں۔ (۴) وضو کی حالت میں پہنے گئے ہوں۔

مسح کرنے کا طریقہ:۔ موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پانی میں بھگو کر صرف تین انگلیاں ذرا پھیلا کر انھیں پاؤں کے پنجے سے لے کر ٹخنے تک اسطرح کھینچتے ہوئے لے جائے کہ موزوں پر پانی کے خطوط پڑ جائیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے تلووں اور ایڑیوں کا مسح کرے۔

مسح کی مدّت:۔ مقیم یعنی وطن میں رہنے والے کے لئے ایک دفعہ کے پہنے ہوئے موزوں پر ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات تک مسح کرنا جائز ہے۔ مدّت

…بتدا وضو کے ٹوٹ جانے کے بعد سے ہوگی

مسح موزہ کو باطل کرنے والی چیزیں :- تین چیزوں سے موزوں کا مسح باطل ہو جاتا ہے۔

(۱) کسی ایک موزے کا پاؤں سے نکل جانا۔ (۲) مسح کی مدت کا پورا ہو جانا (۳) جنابت ،حیض کی وجہ سے غسل کی حاجت پیش آجاتا کیوں کہ غسل میں پاؤں دھونا ضروری ہے۔ مسح قائم مقام نہیں ہو سکتا

عقلی طریقہ

مسح موزہ کا عقلی طریقہ بالکل تیمم کی طرح ہے۔ وہاں گرد آلود ہاتھوں کا پھیرنا ، وضو کے لئے کافی تھا اسی طرح یہاں تر (گیلی) انگلیوں کا پھیر لینا دھونے کے قائم مقام ہے دین کے کام میں زیادہ سے زیادہ آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے موزے اگر دبیز موٹے اور چمڑے کے بنے ہوں تو اُنھیں اتار کر دھونے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے اس لئے صرف تر انگلیوں کا اُن پر پھیر دینا کافی قرار دیا گیا ہے۔

سوالات

مسح موزہ کسے کہتے ہیں ؟ موزہ پر مسح کرنے کی مدت کتنی ہے ؟ کن کن باتوں سے مسح باطل ہوتا ہے ان احکام کا عقلی طریقہ بیان کرو۔

حیض ونفاس واستحاضہ

عورتوں کی شرمگاہ سے جو خون بغیر کسی بیماری کے عادت کے طور پر نکلتا ہے۔ اُسے حیض کہتے کہتے ہیں اور جو خون بچے کے تولد ہونے کے بعد عورت کے رحم سے خارج ہوتا ہے نفاس کہلاتا ہے۔ حیض ونفاس کا خون بند ہو جانے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ ان دونوں کے علاوہ جو خون جاری کی وجہ

سے نکلتا ہے وہ استحاضہ ہے اس کے بند ہو جانے پر غسل کرنا ضروری نہیں۔

حیض کا زمانہ:۔ عورت کو کم سے کم نو برس کی عمر میں حیض آسکتا ہے۔ اس سے کم عمر میں لڑکی حائضہ نہیں ہو سکتی۔ حیض کی کم سے کم مدت ایک دن ایک رات یعنی چوبیس گھنٹے ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن اور پندرہ راتیں ہے۔ دو حیضوں کے درمیانی طہر یعنی پاکی کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہونی چاہیئے اور زیادہ مدت کی کوئی حد مقرر نہیں۔ عورتوں کو اکثر چھ یا سات دن ایام آتے ہیں۔

حمل و نفاس کا زمانہ:۔ نفاس کی مدت کم سے کم ایک لحظہ (ذراسی دیر) ہے۔ مگر عام طور پر چالیس روز تک نفاس کا خون جاری رہتا ہے۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ساٹھ دن ہے اگر اس کے بعد بھی خون جاری ہو تو وہ نفاس کا خون نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

قبل طہارت کے محرمات:۔ جو شخص محدث یعنی بے وضو ہے اُس پر ذیل کے اعمال حرام ہیں۔ (۱) نماز پڑھنا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن شریف کو چھونا (۴) یا اُٹھانا۔ جو شخص جنبی یعنی ناپاک ہے اور اُسے غسل کی حاجت ہے اُس کو ان چار باتوں کے علاوہ (۵) قرآن شریف پڑھنا (۶) مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے۔ حیض اور نفاس والی عورتوں کے حق میں ان چھ باتوں کے علاوہ (۷) روزہ رکھنا (۸) اُن کے ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصہ سے فائدہ اُٹھانا یا اُن کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے۔

عقلی طریقہ

جاننا چاہیئے کہ مذکورہ احکام کا دارومدار طہارت و صفائی پر ہے اور طہارت کے فوائد اس بیان سے قبل مذکور ہو چکے ہیں چونکہ قرآن اور طواف بیت اللہ اور مسجدوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور ان کا شمار عبادت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے لیے بھی پاکی اور طہارت کا ہونا ضروری ہے۔ ناپاکی کی حالت

حالت میں مسجدوں میں داخل ہونا۔ یا ناپاک آدمی کا خانہ کعبہ کا طواف کرنا ان کے احترام کے خلاف ہے اور روزہ بھی عبادت ہے لہٰذا حیض اور نفاس کی شدید ترین نجس حالتوں میں ممنوع ہوا حیض اور نفاس والی عورتوں سے جماع کرنا علم طب کی رُو سے نقصان دہ ہے اور حیض کی گندگی سخت ضرر رساں ہے اس لئے ایسی حالت میں جماع اور دواعی جماع یعنی ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصّہ سے فائدہ اُٹھانا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔

سوالات

(۱) عورتوں کی خاص خاص نجاستیں بیان کرو؟ (۲) کس کس خون کے جاری ہو کر بند ہونیکے بعد غسل کرنا واجب ہے؟ (۳) حمل کی کیا مدت ہے؟ (۴) حیض و نفاس کی کیا مدت ہے؟ (۵) بے وضو شخص پر کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟ (۶) جنابت والے پر غسل سے پہلے کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟ (۷) حیض و نفاس والی عورتوں کو غسل کرکے پاک ہونے کے قبل کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟ ان احکام کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

صلاۃ (نماز) کے احکام

صلاۃ کے معنی لغت میں دُعا کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں ایک مخصوص طریقہ پر خدا کی بندگی کرنے کے ہیں۔ نماز چند مخصوص اقوال وافعال کا مجموعہ ہے جو تکبیر تحریمہ سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہوتے ہیں۔

ہر مُسلم عاقل و بالغ مرد اور عورت پر ایک رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ہ یعنے بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے جا پنے

اپنے مقررہ وقتوں میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کیا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور حضرتؐ نے فرمایا کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا، اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون جیسے بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے پنجگانہ نماز ادا کرنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دُنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا۔ خُدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بُری بات ہے!

پنجگانہ نماز کی کُل سترہ رکعتیں ہیں:۔ (۱) ظہر کی چار (۲) عصر کی چار (۳) مغرب کی تین (۴) عشاء کی چار (۵) فجر کی دو۔

نماز کے اوقات:۔ ظہر کا وقت دوپہر کو سورج کے ڈھلنے کے بعد سے سایۂ اصلی (یعنی ٹھیک زوال کے وقت کے سایہ) کے علاوہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل کے برابر ہونے تک رہتا ہے عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہو جانے کے بعد سے غروبِ آفتاب تک رہتا ہے۔ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور شفق کی سُرخی غائب ہونے تک رہتا ہے۔ عشاء کا وقت شفق کی سُرخی غائب ہونے پر شروع ہوتا ہے۔ اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ صبح کا وقت صبح صادق کے ظاہر ہونے کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے۔

فرض کے تابع سُنّت رکعتیں:۔ یہ کل بائیس رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں صبح کی نماز سے

پہلے۔ چارؔ ظہر سے پہلے، چارؔ ظہر کے بعد۔ چارؔ عصر سے پہلے۔ دوؔ مغرب سے پہلے، دوؔ مغرب کے بعد، دوؔ عشاء سے پہلے اور دوؔ عشاء کے بعد۔

سُنّت مؤکّدہ رکعتیں:۔ مذکورہ بائیس رکعتوں میں سے دسؔ رکعتیں سُنّت مؤکّدہ ہیں یعنی صبح کی نماز کے پہلے دوؔ، ظہر کے پہلے دوؔ، ظہر کے بعد دوؔ، مغرب کے بعد دوؔ اور عشاء کے بعد دوؔ۔

جمعہ کی نماز کی قبلیہ اور بعدیہ سُنّتیں بھی ظہر کی طرح ہیں۔ اسی طرح عشاء کے بعد وتر بھی سُنّت ہے۔ وتر کی کم سے کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ وتر کی نماز ایک رکعت سے زیادہ پڑھنی ہو مثلاً تین رکعتیں تو اس کے لئے افضل کرنا یعنی دوؔ رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرنا پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھنا افضل ہے۔ اگر ملا کر ایک ہی تشہد سے پڑھے یا آخری دونوں رکعتوں میں دوؔ تشہد سے پڑھے تو بھی جائز ہے۔

نوافل اور مسنون نمازیں جن کی تاکید ہے

(۱) **نمازِ تراویح:۔** تراویح کی بیسؔ رکعتیں رمضان کی راتوں میں عشاء کی فرض نماز اور سُنّتوں کے بعد دس سلام سے پڑھی جائیں۔ ہر دوؔ رکعت کے لئے نیّتِ تراویح علیحدہ کرے اور ہر دوگانہ پر سلام پھیرے۔ چار رکعتوں کو ملا کر ایک سلام سے پڑھنا صحیح نہیں۔ بیسؔ رکعتوں سے کم تراویح ...... پڑھنا نہ کسی امام و مجتہد کا قولِ جدید ہے اور نہ قولِ قدیم۔ بارہؔ یا آٹھؔ رکعتوں کا جو احادیث میں ذکر ہے وہ تہجد کی نماز کے متعلق ہے، تراویح کو اس سے کچھ علاقہ نہیں۔

(۲) **صلاۃ الضحیٰ:۔** چاشت کی نماز اس کا وقت سورج کا اُجالا پھیل جانے کے بعد سے

زوالِ آفتاب کے پہلے تک ہے۔ کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔

(۳) **صلاۃ اللیل**:۔ تہجد کی نماز (یعنی رات کی نماز) اس کے فضائل میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ کچھ دیر سو کر اُٹھنے کے بعد پڑھنا چاہیے پچھلی آدھی رات میں پڑھنا اوّل سے افضل ہے سحر کے وقت سب سے زیادہ افضل ہے تہجد کی نماز کم سے کم دو رکعت ہے پھر زیادہ جتنی رکعتیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے (مگر ہمیشہ ساری ساری رات قیام کرنا مکروہ ہے) تہجد میں دعا و استغفار زیادہ کرے۔ (۴) **عید الفطر کی نماز** (۵) **عید الاضحیٰ کی نماز** (۶) **آفتاب گرہن کی نماز** (۷) **چاند گرہن کی نماز** (۸) **استسقاء کی نماز**

تنبیہ:۔ مذکورہ نمازوں اور آئندہ بیان کی جانے والی نمازوں کا عملی طریقہ نماز کے بیان کے اختتام پر ایک ساتھ بیان کیا جائے گا۔

سوالات

فرض نمازیں کون کون سی ہیں اور ان کے اوقات کیا ہیں؟ فرض کتنی رکعتیں ہیں؟ اور فرض کی تابع سُنّت رکعتیں کتنی ہیں؟ سنّتوں اور نوافل نمازیں کون کون سی ہیں؟

نماز کے ارکان

نماز کے ارکان سترہ ہیں:۔ (۱) نیت اُصَلِّی فَرْضَ الظُّهْرِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اَدَاءً لِلّٰهِ تَعَالٰى مُسْتَقْبِلًا اِلَى الْكَعْبَةِ مَأْمُوْمًا (میں نماز پڑھتا ہوں فرض ظہر کی چار رکعت ادا اللہ تعالیٰ کے لئے قبلہ کی طرف مُنہ کیے اقتدا کرتے ہوئے امام کی) یہ نیت مقتدی ہونے کی صورت میں ہے اگر امام بن کر نماز پڑھاتا

ہے تو فاموما کی جگہ اِمامًا کہے (امام بن کر) (۲) تکبیر یعنی (مذکورہ نیت کے ساتھ) اللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر نماز میں داخل ہونا (۳) کھڑے ہو کر نماز پڑھنا (کھڑے ہونے کی طاقت رکھنے والا) (۴) سُورۂ فاتحہ (اَلْحَمْدُ) پڑھنا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ساتھ کہ وہ سُورۂ فاتحہ کی پہلی آیت ہے (۵) رکوع کرنا (۶) رکوع میں طمانیت یعنی اطمینان کے ساتھ ایک تسبیح کے برابر ٹھہرنا (۷) اعتدال یعنی رُکوع سے اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا (۸) اعتدال میں ایک تسبیح کے برابر ٹھہرنا (۹) دوُ سجدے کرنا (۱۰) دونوں سجدوں میں ایک تسبیح کے برابر ٹھہرنا۔ (۱۱) دوُ سجدوں کے درمیان بقدر ایک تسبیح کے ٹھہرنا اور اُس جلسہ میں یہ دُعا پڑھنا مسنون ہے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ	(ترجمہ) اے رب مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور درست کر مجھے اور بلند درجے والا کر مجھے اور مجھے روزی نصیب کر اور مجھے ہدایت دے اور عافیت دے۔

(۱۲) آخر نماز میں تشہد کے لئے بیٹھنا (۱۳) تشہد پڑھنا تشہد یہ ہے :-

اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔	(ترجمہ) تمام زبانی برکت والی بدنی اور مالی عبادتیں خُدا ہی کے لئے ہیں سلام ہو تم پر اے نبی (آخر الزماں) اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

(۱۵) درود یعنی تشہد کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ ۰ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۰

(ترجمہ) اے اللہ رحمت نازل فرما (حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ۰ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ۰ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۰

(ترجمہ) یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے پاس عذاب قبر سے اور عذاب دوزخ سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے پاس گناہ اور قرض سے یا اللہ میں نے ظلم کیا اپنی جان پر ظلم بہت اور نہیں بخشتا گناہ کوئی مگر تو ہی پس بخش مجھ کو بخشش اپنے پاس سے اور رحم کر مجھ پر تو ہی تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۶) پہلا سلام (اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ) کہنا (۱۷) مذکورہ بالا تمام فرضوں کو یکے بعد دیگرے بہ ترتیب ادا کرنا آگے پیچھے نہ کرنا۔

اذان اور اقامت

اذان لغت میں کسی چیز کی خبر دینے اور اعلان کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں الفاظ مخصوصہ کے ساتھ نماز کے وقت کا اعلان کرنا اذان کہلاتا ہے۔ نماز کے شروع کرنے سے پہلے اذان اور اقامت کہنا مردوں کے لئے سُنّت ہے اور عورتوں کے لئے صرف اقامت کہنا سُنّت ہے اذان وقت پر دینا چاہئے وقت سے پہلے اذان دینا صحیح نہیں البتہ صُبح کی اذان آدھی رات کے بعد سے دینا جائز ہے۔ مؤذن میں ان شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۱) اسلام (۲) عقل و تمیز (۳) مرد ہونا۔ بے وضو شخص کو اذان دینا مکروہ ہے۔ اگر اثناء اذان میں وضو ٹوٹ جائے تو بقیہ اذان بلا وضو تمام کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اذان کے الفاظ یہ ہیں:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔	اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔	گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسُول ہیں۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ (حضرت) محمد
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔

وسلم اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کے لیے آؤ، نماز کے لیے آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے وقت دائیں طرف اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت بائیں طرف منہ کرے اور صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز بہتر ہے نیند سے) دوبار کہے۔ جب مؤذن اذان کہے تو سننے والے کے لیے مستحب ہے کہ اس کے الفاظ کو دہراتا جائے اور حَیْعَلَتَیْن یعنے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (گناہوں سے بچنے کی سکت نہ بندگی کرنے کی قوت ہم میں ہے، مگر اللہ کی مدد سے) کہے اور اذانِ فجر میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔ (نماز بہتر ہے نیند سے) کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ (تو نے سچ کہا اور ہمارے بھلائی کی بات کہی) کہے۔ جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے تو مؤذن اور اذان کے سننے والے پہلے درود شریف پڑھیں اور اس کے بعد یہ دعا مانگیں:-

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ۔

(ترجمہ) اے مالک اس اعلان کامل کے اور اس نماز با جماعت کے عطا فرما (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے لیے وسیلہ اور فضیلت اور بھیج آپ کو اس مقام محمود میں جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔

اقامت کے الفاظ یہ ہیں:-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (بالتحقیق نماز کی جماعت) کھڑی ہو گئی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اقامت سننے والے کے لئے سنت ہے کہ وہی الفاظ دہرائے لیکن حَیْعَلَتَیْنِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَہَا اللّٰہُ وَ اَدَامَہَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (ترجمہ) قائم رکھے اس کو (یعنی نماز کو) اللہ اور دائم رکھے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں)

نماز کی سنتیں

نماز کی سنتیں پندرہ ہیں:۔ (۱) رفع یدین یعنی دونوں ہاتھوں کا کاندھوں تک اس طرح اٹھانا کہ ان کے انگوٹھے کانوں کی لوؤں کے مقابل ہوں [۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ۲۔ رکوع کرتے وقت ۳۔ رکوع سے اٹھتے وقت ۴۔ اور پہلے تشہد کے بعد (تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے وقت]

(۲) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پنجے کی پشت پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر اس طرح رکھنا کہ بائیں ہاتھ کے پنجے اور کلائی میں سے کچھ حصہ پکڑ لے اور انگلیوں کو کھول کر رکھے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد اَعُوْذُ پڑھنے سے پہلے دعائے استفتاح آہستہ پڑھے۔

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

(ترجمہ) میں نے پھیر لیا اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر مطیع بن کر اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں سے۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ

بیشک میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(سب خالص) اللہ کے لئے ہے جو پروردگار ہے سارے عالم کا، نہیں ہے اس کا کوئی شریک اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا اور میں خدا کے فرماں برداروں میں سے ہوں۔

(۴) تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا (۵) سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا (۶) سورۂ فاتحہ کے بعد اور کوئی سورہ پڑھنا (۷) امام اور منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے جہریہ نماز (فجر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور جمعہ اور عیدین) میں آواز بلند قرأت پڑھنا اور سریہ نماز (ظہر و عصر وغیرہ) میں آہستہ قرأت پڑھنا (۸) ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا اور (۹) رکوع سے اعتدال میں جاتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (ترجمہ) خدا نے اس کی بات سنی جس نے اس کی تعریف کی، کہنا اور کھڑا ہو جانے کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ (ترجمہ) اے ہمارے پروردگار تیرے لئے سزاوار ہے تعریف آسمانوں اور زمین بھر اور اس چیز بھر کہ چاہے تو اس کے بعد (۱۰) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ (پاک ہے میرا پروردگار سب سے بڑا اور میں اُسے یاد کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ) اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ (پاک ہے میرا پروردگار عالی شان اور میں اُسے یاد کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ) (۱۱) تشہد میں دونوں ہاتھوں کو رانوں پر اس طرح رکھنا کہ بایاں ہاتھ کھلا ہوا ہو اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بند ہو کلمہ کی انگلی کے سوا جو کھلی رہے، اور تشہد میں اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے وقت اس انگلی سے اشارہ کرے۔ (۱۲) قعدۂ اولیٰ میں مفترش بیٹھنا یعنی دائیں قدم کو کھڑا کر کے بائیں قدم پر بیٹھنا (۱۳) قعدۂ اخیر میں متورک بیٹھنا یعنی دائیں قدم کو کھڑا کر کے اس کی انگلیوں کو قبلہ رُخ

کرنا اور بائیں قدم کو دائیں پاؤں کے نیچے سے باہر نکال کر سُرین پر بیٹھنا (۱۴) دُوسری مرتبہ سلام پھیرنا (۱۵) نماز سے نکلنے کی نیّت کرنا۔

ابعاض

ابعاض نماز کی وہ سُنّتیں ہیں جن کے چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو کرنا مسنون ہے اور وہ چھ ۶ ہیں (۱) دُعائے قنوت صبح کی نماز کی دُوسری رکعت کے اعتدال میں (یعنی رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد) پڑھنا اور رمضان کی سولھویں شب سے وتر کی آخری رکعت کے اعتدال میں (رکوع سے اُٹھنے کے بعد پڑھنا) اور دُعائے قنوت یہ ہے :۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ ۝ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ۝ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ ۝ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ ۝ وَاِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ ۝ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ ۝ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ ۝ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ ۝ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ ۝ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ۝

(ترجمہ) اے اللہ مجھے ہدایت دے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور عافیت دے مجھے (دنیوی و اخروی آفتوں سے)، ان لوگوں کے ساتھ جنھیں تو نے عافیت دے رکھی ہے۔ اور دوست رکھ مجھے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تُو نے دوست رکھا ہے۔ اور برکت دے مجھے اُس چیز میں جو تو نے عطا کی ہے۔ اور بچا مجھے (اس چیز کی) بُرائی سے جس کو تو نے میرے مقدر میں لکھا ہے کیوں کہ تو ہی حکم کرتا ہے (یعنی تیرا ہی حکم سب پر چلتا ہے) اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا اور اس لئے کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا وہ جس کو تو نے دوست رکھا اور عزت نہیں پا سکتا وہ جس کو تو نے دشمن رکھا، برکت والا ہے تو اے ہمارے پروردگار اور بلند ہے تو بس تیرے لئے ہی تعریف ہے

اِمام ہو تو قنوت میں واحد کے صیغے کے بجائے جمع کا صیغہ استعمال کرے اِھْدِنِیْ کے بجائے اِھْدِنَا وَعَافِنِیْ کے بجائے وَعَافِنَا وَتَوَلَّنِیْ کے بجائے وَتَوَلَّنَا۔ لِی کے بجائے لَنَا۔ وَقِنِیْ کی جگہ وَقِنَا اور اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ کی جگہ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَیْكَ پڑھے

(۲) قنوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود سلام بھیجنا (۳) آل واصحاب رسولؐ پر درود وسلام بھیجنا (۴) تشہدِ اوّل کے لئے بیٹھنا اور (۵) اس میں اَلتَّحِیَّات اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تک پڑھنا

(۶) آخری تشہد میں آلِ رسولؐ پر درود بھیجنا

کھڑے ہونے کی استطاعت نہ رکھنے والے کی نماز

بیماری وغیرہ کی وجہ سے فرض نماز کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے یا کھڑا ہونے میں تکلیف محسوس کرے تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر نماز پڑھے۔ البتہ نفل نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر دونوں طرح پڑھ سکتا ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے سے پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب مِلتا ہے کسی عذر کی وجہ سے اگر کوئی نماز اس طرح پڑھی جائے تو اس کی قضا کی ضرورت نہیں اور اس کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔

سوالات

نماز کے ارکان کیا کیا ہیں ؟ فرض نماز کے پہلے کون سی سنتیں ہیں ؟ نماز کی سنتیں کتنی ہیں ؟ سنن الابعاض کس کو کہتے ہیں ؟ اور وہ کے ہیں ؟ نماز میں کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے ؟ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی وجہ سے ثواب میں کوئی کمی ہوتی ہے یا نہیں ؟

نماز واجب ہونے کی شرطیں

نماز واجب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) اسلام یعنی مُسلمان ہونا۔ کافر پر نماز واجب نہیں۔ (۲) بالغ ہونا، بچوں پر نماز فرض نہیں (۳) عاقل ہونا دیوانے اور بے ہوش پر نماز واجب نہیں۔

نماز درست ہونے کی شرطیں

صحت نماز کی چھ ۶ شرطیں ہیں (۱) نمازی کا بدن کپڑا اور نماز پڑھنے کی جگہ پاک ہو (۲) سترِ عورت یعنی مَرد کا ناف سے گھٹنوں تک اور حُرّہ (آزاد) عورت کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ تمام بدن ڈھکا ہو (۳) نماز کے وقت کا علم ہو (۴) قبلہ کی طرف مُنہ کرنا۔ مگر مباح سفر میں نفل نمازوں کے لئے اور جنگ کے حالت میں فرض نمازوں کے لئے ایسی نفل نماز کے لئے جس کے فوت ہونے کا خوف ہو، استقبالِ قبلہ شرط نہیں (۵) فرض و سُنت میں تمیز کرنا (یعنی نمازوں کے فرض میں کسی فرض معیّن کو سُنّت نہ سمجھنا) (۶) نماز کی فرضیت کو جاننا اور فرض جان کر ادا کرنا۔

مُبطِلاتِ صلاۃ!

نماز توڑنے والی چیزیں دس ۱۰ ہیں (۱) حدث ہونا یعنی عمداً یا سہواً وضو کا ٹوٹ جانا (۲) بدن یا کپڑے کو غیر معفو عنہ نجاست کا لگ جانا اور وہ نجاست خواہ گیلی ہو یا سوکھی اگر وہ نجاست فوراً زائل ہو جائے تو نماز باطل نہ ہوگی (۳) ہوا یا کسی وجہ سے ستر کا کُھلنا مگر وہ فوراً ڈھک جائے تو نماز باطل نہ ہوگی لیکن اگر کوئی قصداً ستر کھولے تو نماز باطل ہوگی اگرچہ وہ اُسے فوراً ڈھانک لے۔ (۴) عمل کثیر

ایک ہی وقت میں تین قدم چلنا (۵) عمداً کھانا یا پینا اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو (۶) قبلہ کی طرف سے سینہ کو قصداً پھیر لینا (۷) ہنسنا، رونا، کراہنا، آہ کھینچنا، کھانسی یا کھنکارنے میں دوحرف ظاہر ہو جائیں تو نماز باطل ہوتی ہے ہاں اگر بلغم کی وجہ سے سورۂ فاتحہ پڑھ نہ سکتا ہو اور گلا صاف کرنے کے لئے کھنکارے تو نماز باطل نہیں ہوگی (۸) نماز کو چھوڑ دینے کی نیت کرنا (۹) کسی رُکن کو خواہ وہ قولی ہو یا فعلی چھوڑ دینا (۱۰) کسی فرض کو قصداً زیادہ کرنا مثلاً ایک رکوع کے بجائے دو رکوع کرے، یا دو سجدوں کے بجائے تین سجدے کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

مرد اور عورتوں کی نماز کا فرق

مرد اور عورتوں کی نماز کے درمیان پانچ باتوں میں فرق ہے (۱) مرد رکوع میں دونوں کہنیاں پہلو سے جدا رکھیں اور عورتیں ملائے رکھیں اور (۲) مرد سجدے میں رانوں کو پیٹ سے اور بازوؤں کو بغل سے جدا رکھیں اور عورتیں ملائے رکھیں (۳) بلند آواز سے پڑھی جانے والی نماز مرد بلند آواز سے پڑھیں اور عورتیں بھی بلند آواز سے پڑھیں۔ ہاں اگر اجنبی مردوں کی موجودگی میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو عورتیں آہستہ پڑھیں (۵) جماعت سے نماز پڑھتے وقت کوئی بات پیش آجائے تو مرد سُبحَانَ اللّٰہ کہیں اور عورتیں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر ماریں (تالی بجائیں) تاکہ امام متنبہ ہو جائے۔

اَوقات مکروہہ

اُن اوقات کا بیان جس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور پڑھنے کے باوجود نماز صحیح

نہیں ہوتی وہ پانچ وقت ہیں (۱) صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک (۲) سورج طلوع ہوتے وقت یہاں تک کہ وہ بظاہر ایک نیزہ بھر بلند نہ ہو جائے (۳) ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے (۴) نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک (۵) عین غروب آفتاب کے وقت ان اوقات میں سبب والی نمازیں جیسے فائتہ (فوت شدہ نماز) اور جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔ اسی طرح جمعہ کے روز ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

سجدۂ سہو

نماز میں جو امور چھوٹ جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ (۱) فرض جس کو رکن بھی کہتے ہیں۔ (۲) سنتِ ابعاض (۳) سنتِ ہیئت (یعنی عام سنت) رکن چھوٹ جائے تو اس کی تکمیل سجدہ سہو سے نہیں ہو سکتی بلکہ چھوٹا ہوا رکن جب یاد آئے تو اسی وقت لوٹ کر ادا کیا جائے۔ مثلاً کسی شخص سے پہلی رکعت کا رکوع سہواً چھوٹ جائے اور سجدے میں یاد آئے تو فوراً کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اعتدال میں ٹھیر کر سجدہ کرے پھر یہیں سے بقیہ نماز کی بنا کرے اور نماز پوری کر کے اخیر میں سجدہ سہو کرے اگر پہلی رکعت میں چھوٹا ہوا رکن (مثلاً رکوع) دوسری رکعت کے رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آئے تو یہ دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کے رکوع کے قائم مقام ہو جائے گا اور ان دونوں رکعتوں کو ایک رکعت شمار کر کے بقیہ نماز پوری کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ نماز میں چھوٹا ہوا فعل اگر سنتِ ابعاض میں سے ہو اور اس سنت کے بعد کا رکن ادا کرنے سے پہلے یاد آئے تو فوراً لوٹ کر اس سنتِ ابعاض کو ادا کرے۔ اگر اس کے بعد کا رکن ادا کرتے وقت یاد آ جائے تو اب اس سنت کو ادا کرنے کے لئے جان

بوجھ کر لوٹنا حرام ہے بلکہ جبر نقصان کے لئے اخیر میں سجدۂ سہو کرنا کافی ہے مثلاً کوئی شخص سہواً پہلا قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو جائے تو اب اَلتَّحِیَّات کے لئے نہ لوٹے اور نماز پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے اگر چھوٹی ہوئی سُنّت سُنّتِ ہیئت (یعنی عام سنتوں) میں سے ہے تو اُس کو دوبارہ ادا کرنے یا اخیر میں سجدہ سہو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

سجدۂ سہو سُنّت ہے اور وہ دو سجدے ہیں اگر متعدد غلطیاں ہوں تو بھی صرف دو ہی سجدے کافی ہیں۔ (سجدہ سہو نہ کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ یہ سجدے نماز کے اخیر میں اَلتَّحِیَّات پڑھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کئے جاتے ہیں۔ اور دونوں سجدوں میں یہ دُعا پڑھے سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَنَامُ وَلَا یَسْھُوْ (ترجمہ) پاک ہے اللہ تعالیٰ جو نہ سوتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

تنبیہ: اگر کسی کو تعداد رکعات میں شک ہو جائے کہ میں نے دو رکعتیں پڑھیں یا تین؟ یا شک ہو جائے کہ میں نے تین پڑھیں یا چار، تو یقین پر عمل کرے اور کم تعداد لے اور بقیہ نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

سجدۂ تلاوت

تلاوت کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ قرآن شریف میں چند ایسی آیات ہیں کہ جن کے پڑھنے یا کسی کو ان آیات کے پڑھتے ہوئے سُننے سے ایک سجدہ کرنا مسنون ہے (خواہ نماز میں ہو یا خارجِ نماز۔) سجدے کی آیتیں چودہ ہیں۔

(۱) سُورۂ اعراف میں آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ کے اختتام پر۔

(۲) سورۂ رعد میں آیہ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ کے خاتمے پر۔

(۳) سُورۂ نحل میں آیہ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ پر

(۴) سُورۂ اسراء میں آیہ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ۝ پر۔

(۵) سُورۂ مریم میں آیہ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا ۝ پر۔

(۶) سُورۂ حج میں دو آیتوں کے اختتام یعنی دو جگہ پر پہلے وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ پر۔

(۷) سُورۂ حج میں دوسری آیہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پر۔

(۸) سُورۂ فرقان میں آیہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ۝ پر

(۹) سُورۂ نمل میں آیہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ پر

(۱۰) سُورۂ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ السَّجدہ میں آیہ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ پر۔

(۱۱) سورۂ حٰمٓ السجدہ میں اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ٥ پر۔

(۱۲) سورۂ والنجم میں آخر سورہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ٥ پر۔

(۱۳) سورۂ انشقت میں وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ٥ پر۔

(۱۴) سورۂ اقرا میں سورت کے آخر میں وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ٥ پر۔

تلاوت کا سجدہ کرنے کی وہی شرطیں ہیں جو ادائے نماز کی ہیں یعنی (۱) طہارت (۲) استقبال قبلہ (۳) ستر عورت وغیرہ۔ سجدۂ تلاوت نماز سے باہر ہو تو سجدہ کرتے وقت یہ نیت کریں نَوَيْتُ سَجْدَةَ التِّلَاوَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى (نیت کرتا ہوں میں سجدۂ تلاوت کی اللہ کے لئے) اور تکبیر تحریمہ یعنی اللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ کریں۔ سجدے کے بعد بیٹھ کر سلام پھیریں۔ پانچوں رکنوں کو ترتیب سے ادا کریں۔ نماز میں ادائے سجدۂ تلاوت کے دو رکن ہیں صرف دل سے نیت کرنا اگر نیت کے الفاظ زبان سے کہے تو نماز باطل ہو جائے گی، اور سجدہ کرنا سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر اور اسی طرح تحیۃ المسجد کی نماز کسی مصروفیت کی وجہ سے ادا نہ کر سکیں تو چار مرتبہ یہ کہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

سجدۂ شکر

انسان کو جس وقت کوئی نعمتِ غیر مترقبہ حاصل ہو جائے یا کوئی رنج دور ہو یا کوئی مصیبت سر سے ٹل جائے تو اس وقت سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے سورۂ ص میں وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ٥ پر سجدۂ شکر ہے اور وہ بیرون نماز مستحب ہے (نماز میں جائز نہیں) اس کے بھی شرائط وہی ہیں جو اوپر گزر چکیں، سجدہ میں یہ دعا پڑھے۔

سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ○

(ترجمہ) میرا چہرہ اس کی جناب میں جُھک گیا جس نے اسکو پیدا کیا اور درست کیا اور اپنی قدرت وقوت سے اسکے کان اور آنکھیں پیدا کیں. برکت والا خدا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

سوالات

نماز کے واجب ہونے اور نماز درست ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟ نماز کن کن چیزوں سے باطل ہوتی ہے؟ کن کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؟ سجدۂ سہو کتنے ہیں اور وہ کن کن وجوہ کی بناء پر پڑتے ہیں؟ قرآن مجید میں کتنے مقاموں پر سجدۂ تلاوت مسنون ہے؟ نماز میں سجدۂ تلاوت کے لئے کون سی شرطیں ہیں اور بیرونِ نماز کے لئے کون سی؟ سجدۂ شکر کب کیا جاتا ہے۔ اور اس کے کیا شرائط ہیں؟

جماعت

مردوں کے لئے پنج وقتہ فرض نماز جماعت سے پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ البتہ جمعہ کی نماز جماعت سے پڑھنا فرض عین ہے۔

جماعت سے نماز پڑھنے کی شرطیں

(۱) مقتدی امام کی اقتدا کی نیت کرے (۲) مقتدی کو امام کے انتقالات یعنی رکوع، اعتدال، سجدوں، قعدوں، وغیرہ کا علم برابر ہوتا رہے اور وہ علم امام کو دیکھ کر یا امام کی آواز یا کسی مکبّر کی آواز سُن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر ہو جانا کافی ہے۔ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (۳) مقتدی امام سے آگے نہ ہو (۴) اگر امام مسجد میں ہو اور مقتدی اس سے باہر ہو تو دونوں کے درمیان تقریباً

تین سو ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

اِمامت کا بیان

(۱) آزاد آدمی غلام کی اقتدا کرسکتا ہے (۲) بالغ آدمی کو عقل وتمیز والے نابالغ کی اقتدا جائز ہے (۳) مرد کو عورت کی اقتدا جائز نہیں (۴) قاری کو اُمّی کی اقتدا جائز نہیں۔

نمازِ قصر

مُسافر کے لئے ظہر وعصر اور عشار یعنی چار رکعتوں والی نمازوں میں بجائے چار رکعت کے دُو رکعت پڑھنا چھ شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ (۱) سفر کی مُسافت سولہ فرسخ (یعنی ۴۸ میل ہاشمی) ہو، انگریزی میل کے حساب سے تقریباً بیاسی میل ہوتے ہیں۔ (۲) سفر مباح کام کے لئے ہو، کسی گناہ کے لئے نہ ہو۔ (۳) پُوری نماز پڑھنے والے کی اقتدا نہ کی ہو۔ (۴) ادا نماز ہو۔ (۵) سلام پھیرنے تک حالتِ سفر باقی رہے۔ (۶) آخر نماز تک دل میں قصر کی نیت رہے، پُوری نماز کی نیت یا تردد دل میں نہ ہو۔

دُو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کا بیان

مُسافر کے لئے جائز ہے کہ ظہر اور عصر یا مغرب اور عشار کی نمازوں کو ایک ساتھ ملا کر دونوں میں سے کسی ایک کے وقت پر جمع کر کے پڑھے۔ اسی طرح مُقیم کے لئے بھی جائز ہے کہ جب کبھی بارش لگاتار برس رہی ہو تو ظہر کے ساتھ عصر کو اور مغرب کے ساتھ عشار کو یعنی پہلی نماز کے وقت میں ملا کر پڑھے۔

حالتِ خوف کی نماز

نمازِ خوف کی تین صُورتیں ہیں: (۱) جب دُشمن قبلہ کی جانب نہ ہو بلکہ کسی دُوسری جانب ہو تو امام کو

چاہئیے کہ نمازیوں کی دو جماعتیں بنائے، اور ایک جماعت دُشمن کے مقابلے میں نماز پڑھنے والوں کی حفاظت کے لیے کھڑی رہے اور دوسری جماعت امام کے پیچھے نماز شروع کرے اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر باقی دُوسری رکعت تنہا ادا کرے، حفاظت کرنے والوں کی جگہ جا کر حفاظتی اُمور میں لگ جائے اور جو جماعت دُشمن کے مقابلے میں کھڑی تھی وہ آئے اور امام کی دُوسری رکعت میں شامل ہو جائے اور ایک رکعت ادا کرے اور جب امام تشہد کے لئے بیٹھے تو یہ جماعت امام سے جلسہ میں علیحدہ ہو کر دُوسری رکعت کے لئے اُٹھ کھڑی ہو جب دُوسری رکعت پُوری کر کے تشہد پڑھ لے اُس وقت تک امام انتظار میں بیٹھا رہے اور پچھلی جماعت کے ساتھ سلام پھیرے۔

(۲) جب دُشمن قبلہ کی جانب ہو تو امام نمازیوں کی دو صفیں بنائے اور دونوں صفیں مل کر امام کے ساتھ نماز شروع کریں جب امام پہلی رکعت میں سجدہ کرے تو صرف ایک صف امام کے ساتھ سجدہ کرے۔ اور دُوسری صف برابر کھڑی رہ کر دُشمن کی روک تھام میں مصروف رہے۔ جب امام سجدہ کر کے اُٹھے تو دُوسری صف سجدہ کرے اور امام کے ساتھ مل جائے اسی طرح امام دونوں رکعتیں اُن سے پُوری کرا کے تشہد کے بعد سب کے ساتھ سلام پھیرے۔

(۳) جب دُشمن قریب ہو اور سخت گھمسان کی لڑائی شروع ہو جائے تو جس طرح بن پڑے نماز پڑھے سواری پر ہو، یا پیدل، قبلہ کی طرف مُنہ رہے یا نہ رہے کیوں کہ ایسے وقت میں رو بقبلہ ہونا بھی شرط نہیں نیز اس وقت عمل کثیر سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

سوالات

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کیا

کیا شرائط ہیں ؟ کس کی امامت کس کے لئے جائز نہیں ؟ کن نمازوں میں قصر جائز ہے اگر جائز ہے تو اس کے لئے کیا کیا شرائط ہیں ؟ کیا مسافر کے لئے دو نمازیں اکٹھی پڑھ لینا جائز ہے ؟ کیا بارش کی وجہ سے دو نمازیں اکٹھی پڑھی جاسکتی ہیں ؟ خوف کے وقت کس طرح نماز پڑھی جائے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں ؟

نمازِ جمعہ

جمعہ کی نماز فرض عین ہے اس کے وجوب کے لئے سات شرائط ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا۔ (۲) بلوغ (۳) عقل (۴) آزادی (۵) ذکوریت (مرد ہونا) (۶) صحت (یعنی تندرستی) (۷) اقامت (مقیم ہونا) غرض نابالغ، دیوانہ، غلام، عورت، بیمار، مسافر، پر نماز جمعہ فرض نہیں لیکن اگر یہ لوگ اور لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی اور ظہر ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

نمازِ جمعہ صحیح ہونے کے لئے سات شرطیں

ایسا شہر یا قصبہ جس میں آزاد مکلف چالیس آدمی رہتے ہوں (۲) نماز جمعہ پڑھنے والے چالیس سے کم نہ ہوں (۳) ظہر کا وقت ہو (۴) نماز کے پہلے دو خطبے ہوں (۵) نماز جمعہ کی دو رکعتیں پڑھنا اور اس نماز کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا (۶) آخر تک چالیس آدمیوں کی تعداد پوری رہنا (۷) شہر یا قصبہ میں ایک مقام پر جمعہ کی نماز پڑھی جائے اگر ایک ہی شہر میں دو جگہ جمعہ کی نماز پڑھی جائے تو جس امام کی تکبیر تحریمہ پہلے ہوگی اس کی جمعہ صحیح ہوگی (خواہ وہ قدیم جمعہ ہو یا جدید) اور دوسری جمعہ باطل ہوگی۔ اور ان پر ظہر کی نماز کا اعادہ لازم ہے۔ اگر ایک مسجد شہر کے پورے مجمع کے لئے کافی نہ ہو تو اس صورت میں بقدر

ضرورت متعدد جگہوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

دونوں خطبوں میں پانچ ارکان ہیں

(۱) اللہ کی حمد کرنا یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا۔ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، اسم ظاہر کے ساتھ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لے کر مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہنا یا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہنا۔ (۳) دونوں خطبوں میں تقویٰ یعنی لوگوں کو خدا سے ڈرنے اور پرہیز گار بننے کی نصیحت کرنا۔ (۴) دونوں خطبوں میں سے کسی ایک خطبہ میں قرآن شریف کی آیت پڑھنا لیکن پہلے خطبے میں پڑھنا افضل ہے۔ (۵) دوسرے خطبہ میں مومنین اور مومنات کے لئے مغفرت کی دعا کرنا۔ جیسے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ کہنا۔

خطبے کے شرائط

دونوں خطبے عربی زبان میں ہوں (۲) ظہر کے وقت میں پڑھے جائیں (۳) دونوں خطبوں کو کھڑے ہوکر پڑھنا مگر عذر کی حالت میں (کھڑے ہوکر پڑھنا شرط نہیں) بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (۴) پہلا خطبہ پڑھ کر تھوڑی دیر تک بیٹھنا (۵) خطبہ اتنی بلند آواز سے پڑھا جائے کہ جن لوگوں پر جمعہ واجب ہے ان میں کم سے کم چالیس آدمی دونوں خطبوں کے ارکان سن سکیں۔ (۶) دونوں خطبوں کے درمیان موالات چاہیئے یعنی وہ اس طرح پے در پے پڑھے جائیں کہ ان کے درمیان زیادہ فصل نہ ہو (۷) خطیب حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں سے پاک ہو (۸) کپڑا بدن اور خطبہ

کی جگہ پاک ہو۔ (۹) سترِ عورت ہو۔

خطبہ کے آداب اور جمعہ کی سُنّتیں

خطیب دونوں خطبے منبر پر کھڑا ہو کر پڑھے۔ اگر منبر نہ ہو تو کسی اونچی جگہ کھڑا ہو کر پڑھے اور جب وہ منبر کے پاس پہنچے تو سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے پھر کھڑا ہو کر ان کی طرف مُنہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر بیٹھ جائے۔ مؤذن اُس کے سامنے اذان دے جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے تو خطیب مُصلیوں کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو جائے اور خطبہ پڑھے، خطبے کے وقت اپنے بائیں ہاتھ میں تلوار یا عصا (لاٹھی) رکھے اور دایاں ہاتھ منبر پر رکھے خطبہ نہایت بلیغ اور ایسا عام فہم ہو جو سب کی سمجھ میں آسکے، نیز وہ مختصر ہو طویل نہ ہو۔ جمعہ کی پہلی رکعت میں (سُورۃ فاتحہ کے بعد) سُورۃ الجمعہ یا سُورۃ الاعلیٰ اور دُوسری رکعت میں (سورۃ فاتحہ کے بعد) سورۃ المُنافقین یا سُورۃ الغاشیہ پڑھنا سُنّت ہے۔ بخلاف ظہر کی نماز کے جمعہ کی نماز میں قرارت جہرا پڑھی جاتی ہے خطبہ کے وقت سامعین کا خاموش رہنا مستحب ہے (اور بات کرنا مکروہ ہے)، مسجد میں داخل ہوتے وقت اگر خطبہ ہو رہا ہو تو صرف تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھ لے۔ اگر کپڑے سفید ہوں تو افضل ہے۔ جس شخص پر جمعہ فرض ہو اُسے جمعہ کی فجر کے بعد سے اختتامِ نمازِ جُمعہ تک سفر کرنا حرام ہے لیکن اگر اُسے یقین ہو کہ راستے میں کسی جگہ جُمعہ پڑھ سکے گا یا اُسے اُس دن سفر نہ کرنے کی وجہ سے سخت ضرر پہنچنے کا خوف ہو، یا اپنے رفیقوں سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے وحشت اور تنہائی کا اندیشہ ہو تو ایسی صُورت میں سفر کرنا جائز ہے۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں سُورۃ الم

السَّجدہ اور دُوسری رکعت میں سُورۂ هَلْ اَتٰی (سُورہ دہر) پڑھنا مُستحب ہے۔

عیدین

عیدین کے لیے مسواک کرنا، غُسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا سُنّت ہے۔ عیدین کے غسل کا وقت نصف شب کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی دُو، دُو رکعتیں ہیں ان دونوں عیدوں کی نمازیں سُنّت موکدہ ہیں۔ ان نمازوں کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد سے زوال تک ہے لیکن آفتاب کے ایک نیزہ کے برابر بلند ہونے کے بعد یعنی طلوعِ آفتاب کے بیس منٹ بعد پڑھنا افضل ہے اور عیدین کی نماز مسجد میں ادا کرنا مسنون ہے اگر مسجد اتنی وسیع نہ ہو جو شہر بھر کے نمازیوں کے لئے کافی ہو سکے تو صحرا (عیدگاہ) افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد مسجد نبوی میں (اس وقت جگہ ناکافی ہونے کی وجہ سے ایک مرتبہ کے سوا ہمیشہ کے لئے میدان میں نمازِ عیدین ادا کی گئی۔ نمازِ عید الفطر کی نسبت نمازِ عید الاضحیٰ کچھ جلد پڑھنا اور اپنی قُربانی کا جانور خود ذبح کرنا اور اس کے جگر کا کچھ حصّہ کھانا سُنّت ہے اور نمازِ عید الفطر میں تھوڑی سی تاخیر کرنا اور نماز سے قبل کچھ میٹھا کھا لینا مسنون ہے۔ آمد و رفت میں راستہ بدلنا یعنی جاتے وقت دُور کے راستہ سے اور آتے وقت نزدیک کے راستہ سے واپس ہونا مسنون ہے۔ عیدین کی نماز کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت اور نہ آگے یا پیچھے کوئی سُنّت نماز ہے۔ امام کے لئے نفل پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ اگر مقتدی پڑھیں تو مکروہ نہیں۔ عید الفطر کی نماز کی نیّت یہ ہے:۔

اُصَلِّیْ سُنَّۃَ عِیْدِ الْفِطْرِ رَکْعَتَیْنِ اَدَاءً لِلّٰہِ مَعَ الْاِمَامِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔	(ترجمہ) عید الفطر کی دو رکعت سنت نماز ادا پڑھتا ہوں میں امام کے ساتھ اللہ کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

عید الاضحیٰ کی نماز کی نیت میں عید الفطر کی جگہ عید الاضحیٰ کہے ان دونوں نمازوں کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں اس طرح کہے کہ ہر تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاکر سینے کے نیچے باندھے اور کہے :۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔	(ترجمہ) پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے بعد پانچ مرتبہ تکبیر کہے۔ پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد سورۂ ق یا سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں تکبیروں کے بعد سورۂ اقتربت یا سورۂ غاشیہ پڑھے اور نماز کے بعد خطیب دو خطبے پڑھے پہلا خطبہ نو تکبیریں کہہ کر اور دوسرا خطبہ سات تکبیریں کہہ کر شروع کرے۔ عید الفطر میں زکات فطرہ کے احکام اور عید الاضحیٰ میں قربانی کے احکام بیان کرے۔ دونوں عیدوں کی راتوں میں غروب آفتاب کے بعد سے لے کر عید کی نماز کے شروع ہونے تک ہر شخص گھر میں، مسجد میں، راستوں میں، بازاروں میں، بلند آواز سے تکبیر پڑھتا رہے اور عید الاضحیٰ میں نویں تاریخ ذی الحجہ کی صبح کی نماز کے بعد سے پانچویں روز کی (یعنی ۱۳ ماہ ذی الحجہ کی) عصر تک ہر نماز کے بعد تکبیر کہنا سنت ہے۔ تکبیر یہ ہے :۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ	(ترجمہ) اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۝	اللہ سب سے بڑا ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے ۔

اگر زیادہ کہنا چاہے تو یہ کہے :-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ۝ وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۝	(ترجمہ) اللہ سب سے بڑا ہے بزرگی میں اور ہر قسم کی ستائش اللہ ہی کے لئے ہے زیادہ ۔ اور میں پاکی بیان کرتا ہوں ، پاکی بیان کرنے کے طور پر اللہ کی صبح و شام (ہر وقت) نہیں ہے کوئی معبود بندگی کے قابل اللہ کے سوا اور ہم اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرتے تیرے لیے سر نیاز جھکا کر اور اگرچہ کافروں کو ناگوار گذرے نہیں ہے کوئی لائق بندگی سوا اللہ کے وہ ایک ہے اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور مدد کی اپنے بندہ کی اور عزت بخشی اپنے لشکر کو اور تنہا اس نے شکست دی کافروں کی فوجوں کو نہیں کوئی لائق بندگی سوا اللہ کے وہ سب سے بزرگ ہے ۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور اسی کو سزاوار ہے ہر قسم کی ستائش ۔

کسوف و خسوف

آفتاب کو یا چاند کو گرہن لگے تو دُو رکعت نماز پڑھنا سُنّت مؤکدہ ہے ۔ ہر رکعت میں دُو مرتبہ قیام اور دُو مرتبہ رکوع کرے لمبی سُورتیں پڑھے ۔ رکوع و سجود میں دیر تک تسبیح پڑھے ۔ چاند گرہن کی نماز آواز بلند اور سُورج گرہن کی نماز آہستہ پڑھے اُس کی نیّت یہ ہے :-

اُصَلِّیْ سُنَّۃَ کُسُوْفِ الشَّمْسِ رَکْعَتَیْنِ	(ترجمہ) میں آفتاب گرہن کی دُو رکعت سُنّت نماز

لِلّٰہِ تَعَالیٰ مَعَ الْاِمَامِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۔	پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے امام کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۔

اگر چاند گرہن کی نماز ہو تو مذکورہ نیت میں (کسوف الشمس) کے بجائے (خسوف القمر) کہے۔ اور اُردو میں آفتاب گرہن کے بجائے چاند گرہن کہے باقی الفاظ دونوں کے یکساں ہوں، چاند گرہن ہو یا آفتاب گرہن نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام عیدین کی طرح دو خطبے پڑھے۔

نمازِ استسقا!

طلبِ بارش کی نماز سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ جب بارش نہ برسے تو مسنون ہے کہ حاکم یا قاضی سب مقامی مُسلمانوں کو توبہ و استغفار اور باہمی حقوق جس کسی کے ذمہ ہوں تو ادا کرنے اور تین روز تک روزہ رکھنے کا حکم دے۔ چوتھے دن سب مقامی مُسلمان نماز کے لئے شہر سے باہر نکلیں نماز کے لئے جاتے وقت پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر نکلیں۔ حاکم، یا قاضی سب کو لے کر عید کی طرح دو رکعت نماز پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام دو خطبے پڑھے لیکن ہر خطبہ میں تکبیر کے بجائے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہے۔

سوالات

نمازِ جمعہ کیا ہے؟ جُمعہ کے وجوب کی شرطیں کتنی ہیں؟ نمازِ جمعہ اور خُطبہ صحیح ہونے کے لئے کیا شرائط ھیں؟ خُطبہ کے کتنے ارکان ہیں؟ جمعہ متعدد جگہ ہو تو اس کا کیا حُکم ہے؟ جُمعہ کے دن کی سُنّتیں کیا ھیں؟ خُطبہ کے وقت نماز پڑھنے کا کیا حُکم ہے؟ جُمعہ کے دن سفر کا کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز میں کون کون سی سُورتیں مستحب ہیں؟ جُمعہ کے دن صبح کی نماز میں کون کون سی سُورتیں مستحب ہیں؟ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں کیا ہیں؟ کسوف اور خسوف کی نمازیں کیا ہیں؟ استسقا کی نماز کیا ہے؟ ان سب نمازوں کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جنازہ

جب کوئی مسلمان مر جائے تو اس کو نہلانا، کفنانا، نمازِ جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا یہ چاروں چیزیں فرضِ کفایہ ہیں۔

غسلِ میّت

میّت کا اوّل غسل یہ ہے کہ میّت کے بدن پر نجاست ہو تو دُور کی جائے اور اس کا سارا بدن ایک بار پانی سے دھویا جائے۔ سُنّت ہے میّت کو نہلانے والا نیّت کرے اور نیّت یہ ہے کہ میں نیّت کرتا ہوں اس میّت کے غُسل کی ادائیگی کی نَوَیْتُ اَدَاءَ الْغُسْلِ عَنْ هٰذَا الْمَيِّتِ ۰

میّت کو غسل دینے کا طریقہ

غاسِلْ (نہلانے والا) میّت کو کسی اونچی جگہ اس طرح بٹھائے کہ میّت اپنے پیچھے کی جانب جھکی ہوئی ہو اور اپنا دایاں ہاتھ میّت کے دونوں کندھوں کے درمیان اس طرح رکھے کہ انگوٹھا میّت کی گدی پیچھے ہو پھر اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے پیٹ کو کئی بار اس طرح ملے کہ اگر اس میں فضلہ ہو تو نکل جائے، پھر اُسے چت لِٹائے اور اپنے بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اُس کی دونوں شرمگاہوں کو دھوئے اور اس کپڑے کو پھینک کر اپنے ہاتھ کو اچھی طرح دھو ڈالے، پھر اسی ہاتھ پر دُوسرا کپڑا لپیٹے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اس کے دانتوں اور ناک کو صاف کرے اگر میّت کے ناخن اور کان وغیرہ کے سُوراخوں میں کچھ میل کچیل نظر آتا ہو تو اس کو تنکوں وغیرہ سے دُور کرے، پھر میّت کو وضو کرائے۔ میّت کو وضو کرانے کے لئے غاسل کو نیّت کرنا واجب ہے۔ نیّت یہ ہے:۔

نَوَيْتُ الْوُضُوْءَ الْمَسْنُوْنَ لِهٰذَا الْمَيِّتِ (ترجمہ) میں اس میت کو وضو کرانے کی نیت کرتا ہوں۔

وضو کے بعد میت کا آدھا بدن دائیں جانب کا گردن سے قدموں تک۔ پھر بائیں طرف کا آدھا گردن سے قدموں تک دھوئے۔ پھر میت کو بائیں طرف پھیر کر اس کی دائیں جانب گردن اور پیٹھ کے پیچھے سے پاؤں تک دھوئے یہ سب ایک مرتبہ ہوا اس طرح میت کو تین مرتبہ نہلانا سنت ہے۔ پہلی بار دھونے میں بیری کے پتے استعمال کرے پھر سادہ پانی سے دھوئے پھر آخر میں خالص پانی سے جس میں تھوڑا سا کافور ملا لیا گیا ہو، میت کے سارے جسم کو دھوئے۔

امام محی الدین نووی قدس سرہ نے اپنی کتاب منہاج میں لکھا ہے کہ غسل، دینے والا امانت دار ہو۔ اگر مردہ میں کوئی اچھی نشانی دیکھے تو اُسے بیان کرے اور اگر کوئی بُری نشانی دیکھے تو پردہ پوشی کرے۔ البتہ اگر اس کے اظہار میں کوئی مصلحت ہو مثلاً وہ بدعتی ہو یا ظالم تو غسل دینے والے کو روا ہے کہ ایسے میت کی آنکھوں کا کرنجی ہونا یا چہرہ کا سیاہ ہونا یا اسی قسم کی جو نشانی دیکھی ہو اس کا لوگوں میں چرچا کرے تاکہ دوسروں کو بدعت اور ظلم سے عبرت ہو۔

کفن پہنانا

کفن کے لئے سفید کپڑا مستحب ہے دھویا ہوا سوتی کپڑا افضل ہے۔ کم سے کم کفن ایک ایسا کپڑا ہے جو سارے بدن کو ڈھانک سکے۔ اور اکمل کفن مرد کے لئے تین لفافے (چادریں) ہیں جو میت کے سارے جسم کو چھپائیں، مرد کے لئے قمیص وعمامہ زیادہ کریں تو جائز ہے اور عورت کے لئے پانچ کپڑے یعنی دو چادریں، ایک ازار (تہبند) ایک اوڑھنی اور ایک قمیص (کفنی) چاہیئے۔ کفن پہنانے کی ترتیب یہ ہے کہ اگر میت مرد

کی ہو تو اوّل ایک چادر بچھائیں اور اس پر خوشبو چھڑکیں پھر اس پر دوسری اور تیسری چادر بچھا کر ہر ایک پر کافور چھڑکیں اس کے بعد میت کو اس پر لٹا کر ہر ایک چادر کو پہلے میت کی بائیں جانب سے لپیٹ لیں پھر دائیں جانب سے اس کے بعد کفن کے دونوں سرے باندھ دیں اور اگر میت عورت کی ہو تو اسے پہلے تہبند باندھیں اور کفنی پہنائیں پھر سر کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے اوڑھنی پہنائیں اس کے بعد مذکورہ ترتیب سے دونوں چادریں لپیٹ دیں اور کفن کے دونوں سرے کس کر باندھیں سینے پر چوڑا بند باندھا جائے، البتہ ضرورت کے موقع پر جیسا بھی کپڑا میسر آجائے وہی کفن ہو سکتا ہے۔

نماز جنازہ!

نماز جنازہ کے سات رکن ہیں۔ (۱) نیت کرنا اسطرح میں فرض نماز جنازہ پڑھتا ہوں اس میت پر چار تکبیروں سے امام کے ساتھ واسطے اللہ کے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ عربی میں اس طرح نیت کرے اُصَلِّیْ فَرْضَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ عَلٰی ھٰذَا الْمَیِّتِ بِاَرْبَعِ تَکْبِیْرَاتٍ مَعَ الْاِمَامِ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۲) قیام یعنی کھڑا ہو سکنے والے پر کھڑا ہونا فرض ہے (۳) چار بار تکبیر کہنا سنت ہے کہ ہر تکبیر میں رفع یدین کرے (۴) سورۂ فاتحہ چار تکبیروں میں سے کسی ایک تکبیر کے بعد پڑھنا لیکن افضل یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے سورۂ فاتحہ سے پہلے تعوذ پڑھے (۵) دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے اور کم سے کم درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ہے اور اکمل درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ

وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہے۔ (۲) تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے کم سے کم اتنی دعا کرنی چاہیے جس پر دعا کا اطلاق ہو سکے۔ جیسے: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ یا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَہٗ

اور مسنون دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ ها وَارْحَمْهُ ها وَعَافِهٖ ها وَاعْفُ عَنْهُ ها وَاَکْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ ها وَاغْسِلْهُ ها بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ ها مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ ها دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ ها وَاَهْلًا خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ ها وَزَوْجًا خَیْرًا

(ترجمہ) اے اللہ اُن کی مغفرت فرما جو ہم میں سے زندہ ہیں اور جو ہم میں سے مر گئے ہیں اور ہم میں سے حاضر ہیں اور جو ہم میں سے غائب ہیں اور جو ہم میں سے چھوٹے ہیں اور جو ہم میں سے بڑے ہیں اور جو ہم میں سے مرد ہیں اور جو ہم میں سے عورتیں ہیں۔ اے اللہ تو ہم سے ان کو زندہ رکھنا چاہے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دینا چاہے اُسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما اس کو عذاب سے معاف رکھ۔ اور اس کے گناہ معاف فرما اور اس کی اچھی مہمانی فرما اور اس کے داخل ہونے کی جگہ (قبر) کو وسیع کر دے اور اس کے گناہوں کو پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال اور اس کو تمام خطاؤں سے پاک وصاف کر۔

جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔

اور اس کو اس کے گھر سے بہتر جگہ عطا فرما۔

اور ایسے اہل (احباب) جو اس کے اہل سے اچھے ہوں۔

اور ایسی بیوی جو اس کی بیوی سے اچھی ہو۔ (عطا فرما)

اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو قبر کے عذاب

مِنْ زَوْجِهٖ (ها) وَ اَدْخِلْهُ (ها) الْجَنَّةَ وَ اَعِذْهُ (ها) مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔

سے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اگر میت عورت ہو ضمیر مذکر کی جگہ ضمیر مؤنث یعنی "ہ" کی جگہ "ھا" پڑھنا چاہیئے۔ اگر میت نابالغ بچے کی ہو تو یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ (ها) فَرَطًا لِاَبَوَيْهِ (ها) وَ سَلَفًا وَّ ذُخْرًا وَّ عِظَةً وَّ اعْتِبَارًا وَّ شَفِيْعًا (شَفِيْعَةً) وَّ ثَقِّلْ بِهٖ (ها) مَوَازِيْنَهُمَا وَ اَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰى قُلُوْبِهِمَا وَلَا تَفْتِنْهُمَا بَعْدَهٗ (ها) وَلَا تَحْرِمْهُمَا اَجْرَهٗ (ها)۔

(ترجمہ) اے اللہ بنا دے اس کو اپنے ماں باپ کے لئے سامان تیار کرنے والا جیسے منزل پر پہنچ کر اور انتظام کے لئے آگے گیا ہوا اور توشہ اور نصیحت اور عبرت اور سفارش کرنے والا اور اس کی وجہ سے اُن کی نیکیوں کا وزن بھاری کر اور ان کے دلوں پر صبر ڈال اور مصیبت میں نہ ڈال ان کو اس کے بعد اور نہ محروم کر ان کو اس کے اجر سے۔

لڑکی کی میت میں وہی دُعا پڑھی جاتی ہے مگر "ہ" کی جگہ "ھا" اور شفیعاً کے بجائے شَفِيْعَةً پڑھنا چاہیئے (۷) چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا اس سے پہلے یہ دُعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (ها) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (ها) وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ (ها)۔

(ترجمہ) اے اللہ ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور ہم کو اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال اور ہم کو اور اس کو بخش دے۔

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ میت کو غسل دینے سے پہلے نماز پڑھنا جائز نہیں جنازہ کی نماز اگرچہ کچھ لوگوں کے پڑھ لینے کی وجہ سے یہ فرض دوسروں کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن مصلیوں کا کثرت سے ہونا مستحب ہے۔ جنازہ کے ساتھ جا کر نماز میں شریک نہ ہو کر مسجد کے باہر گزارنا غیر مستحسن

اور شان اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے میت کا ولی یعنی اُس کا باپ سب سے زیادہ مستحق ہے، پھر دادا پھر بیٹا پھر پوتا پھر بھائی پھر باقی عصبہ وارث ہونے کی ترتیب کے موافق مستحق نماز میں ہیں پھر بادشاہ پھر قاضی۔ میت کے ولی کی اجازت سے کوئی دوسرا شخص بھی امامت کرے تو جائز ہے۔ نماز پڑھانے والا مرد کی میت کے سر کے مقابل اور عورت کی میت کی کمر کے مقابل کھڑا رہے اگر ساقط شدہ حمل میں زندگی کے آثار پائے جائیں مثلاً بچہ پیدا ہونے کے بعد روئے یا حرکت کرے تو وہ بڑی میت کا حکم رکھتا ہے یعنی اُسے غسل دیا جائے اور کفن پہنا کر اس پر نماز پڑھی جائے اور دفن کیا جائے۔ (۲) اگر اس میں زندگی کے آثار نہ پائے جائیں صرف خلقت (یعنی شکل و صورت انسان کی سی دکھائی دے) اور حمل چار ماہ سے زیادہ کا ہو تو اُس کو غسل دے کر کفن پہنانے کے بعد دفن کرنا واجب ہے۔ (۳) لیکن اگر اس میں نہ زندگی کی علامتیں ظاہر ہوں اور نہ خلقت پوری طرح ظاہر ہو تو اُس میں کوئی چیز واجب نہیں۔ صرف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا مسنون ہے۔ کافروں کی جنگ میں قتل کئے گئے شہید کو غسل دینا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں یعنی حرام ہے اس کے پہنے ہوئے کپڑوں ہی میں اس کو دفن کر دینا چاہیئے البتہ وہ کپڑے کافی نہ ہوں تو اور کوئی کپڑا زیادہ کیا جائے۔ جنازہ کو قبرستان کی طرف کسی قدر تیزی کے ساتھ لیجانا مستحب ہے اور لوگوں کا جنازہ کے پیچھے چلنے کی بجائے آگے چلنا افضل ہے، جنازہ کے ساتھ جاتے وقت خاموش رہے اور فضول باتوں سے بچے۔ قرأت یا ذکر بھی بلند آواز سے نہ ہو اس لئے کہ خاموشی کی حالت میں دل کو اطمینان اور یکسوئی زیادہ ہوتی ہے۔ جس سے انسان زندگی اور موت پر غور و فکر کر سکتا ہے سلف صالحین کا یہی مسلک تھا۔ جنازے کو راستے سے گذرتا ہوا دیکھ کر کھڑا ہونا مستحب ہے۔

دفنِ میّت

میّت کو دفن کرنا واجب ہے اُسے کسی اور مقام پر دفن کرنے سے قبرستان میں دفن کرنا افضل ہے۔ نماز سے پہلے دفن کرنا حرام ہے۔ دفن کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قبر قدِ آدم ۔ (یعنی ساڑھے چار ہاتھ) گہری ہو اور لحد (یعنی قبلہ کی جانب محراب کے طور پر کشادہ جسے اُردو میں بغل کہا جاتا ہے) بنائی جائے اگر زمین زیادہ نرم ہو تو اُس کے درمیان شق یعنی نہر کے طور پر (صندوق نما) کھودی جائے۔ میّت کا سر قبر کی پائینتی کی طرف رکھ کر سر کی جانب سے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ: اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر رکھ رہا ہوں۔) کہتے ہوئے آہستہ قبر میں اُتاریں اور داہنے پہلو پر رُو بقبلہ لٹائیں اور داہنا رخسار زمین سے لگا دیں اور کفن کے بند کھول دئے جائیں میّت کا چہرہ قبلہ کی جانب رکھنا واجب ہے پھر اینٹوں یا پتھروں سے قبر بند کر دی جائے جو لوگ قبر کے پاس ہوں وہ تین دفعہ دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالیں پہلی دفعہ مٹی ڈالنے لگیں تو مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (اے انسانو! ہم نے تم کو مٹی ہی سے پیدا کیا ہے) اور دوسری دفعہ مٹی ڈالنے لگیں تو وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (اور اسی میں ہم تم کو لوٹا دیں گے) اور تیسری دفعہ مٹی ڈالنے لگیں تو وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ (اور پھر ہم تمہیں دوبارہ قیامت کے روز اسی سے نکالیں گے) کہتے ہوئے ڈالیں جب قبر بن کر تیار ہو جائے تو میّت مکلف (یعنی بالغ) کو تلقین کرنا بہتر ہے۔ میّت والوں کی تعزیت (یعنی اُنہیں صبر کی ہدایت) کرنا سنّت ہے تعزیت کرنے والا اس طرح کہے اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ وَاَخْلَفَ عَلَيْكَ ۔ (یعنی خدا تم کو بڑا اجر دے تمہاری خوب دلجوئی کرے اور تمہاری میّت کو بخش دے اور تمہارے لئے قائم مقام بنا دے۔)

زیارتِ قبور

زیارتِ قبور مردوں کے لیے مسنون اور عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت عورتوں کے لیے بھی مسنون ہے زیارت کرنے والا قبرستان پر جائے تو مستحب ہے کہ سلام کرے یعنی اس طرح کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

(ترجمہ) تم پر سلام ہو اے قبروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ضرور ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں کہ وہ ہم اور تم لوگوں کو عافیت میں رکھے۔

اور جتنا ہو سکے قرآن شریف پڑھے اور قبلہ رُخ ہو کر میت کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ میت کو ایصال ثواب کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ اموات (یعنی دُنیا سے اُٹھ گئے ہوئے لوگ) دُعا اور خیرات کے زیادہ محتاج و منتظر رہتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا درحقیقت اپنے عزیز یا دینی بھائی کی مدد کرنا ہے۔ اہلِ حق (یعنی اہلِ سُنّت والجماعت) کا یہ مُسلّمہ مسئلہ ہے کہ تمام بدنی و مالی عبادتیں (یعنی نماز، روزہ، حج، صدقہ، اور تلاوتِ قرآن شریف وغیرہ) کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اس لیے ہر مُسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے اقارب واحباب واخوانِ مُسلمین کی اس آڑے وقت میں امداد واعانت کرے اور ثواب پہنچائے۔

ثواب پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان جو نیک کام کرتا ہے خدا کی طرف سے اس کا ثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے اور اُسے خُدائے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ بھی اختیار دیا ہے کہ وہ اپنا ثواب جس کو پہنچانا چاہے پہنچائے۔ صرف اس طرح کہنے سے کہ یا اللہ میرے اس عمل کے مثل یا اس صدقہ کے مثل ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے۔ یا میں نے اس عمل یا اس صدقہ کا ثواب فلاں شخص کو بخش دیا۔ کہنے سے اُس میت

کو ثواب پہنچ جاتا ہے میت کے لئے دعا کرنا اور اس کا نفع اُسے پہنچنا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ ۝	(ترجمہ) اور جو لوگ اصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے بعد آئے کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی اسی طرح جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

اس آیت سے میت کے لئے دعا کرنا اور اس سے میت کو نفع پہنچنا ثابت ہوتا ہے۔

نماز کے مذکورہ بیانات کا عقلی طریقہ

نماز:۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی ایسی چیز فرض نہیں کی جس میں ان کا دینی اور دنیوی فائدہ نہ ہو۔ توحید ورسالت کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن نماز اور بنائے اسلام کا زبردست ستون نماز ہے۔ جس طرح کسی ایک ستون کے گر جانے سے عمارت کے گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کا دین برباد ہو جاتا ہے کوئی عبادت اللہ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں اس میں ہر قسم کی عبادتوں جیسے قیام، رکوع وسجود کا حکم ہے یہ سب اُمور عجز وانکساری کو ظاہر کرتے ہیں۔ مُصلی پہلے ہاتھ باندھ کر اپنے خالق اور مالک کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور آخر میں اپنا سر اُس کے روبرو زمین پر رکھ کر اپنے کمال تذلل اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ نماز میں دُعاؤں کے پڑھنے کی تاکید اور خدا کی حمد اور تسبیح اور دل میں خشوع وخضوع پیدا کرنے والے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم وغیرہ سب موجود

ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی خاصیتیں اور اثرات جُدا جُدا ہیں۔ قیام کا خاصہ کچھ اور ہے اور رکوع و سجود کا خاصہ کچھ اور۔ قیام کا جو خاصہ ہے وہ رکوع و سجود کا نہیں نماز اپنے مالک اور مولیٰ کی جناب میں حاضری کا ذریعہ ہے۔ حضور سید الانام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم نماز پڑھو تو اس طرح پڑھو کہ گویا تم خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم خدائے تعالیٰ کو نہیں دیکھتے ہو تو کم از کم اس بات پر کامل یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ بہر حال ان نمازوں کا مجموعی اثر یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی برائیوں سے بچ کر پورے طور پر خیر اور بھلائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے نماز کا یہی فائدہ بیان فرمایا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ۔ بلاشبہ نماز بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں سے باز رکھتی ہے کیونکہ نمازی کے دل میں خدا کا خوف جاگزیں ہو جاتا ہے جس سے وہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کرتا۔ کیونکہ جب کوئی گناہ کرنے کا موقع آتا ہے تو عذاب آخرت یاد آجاتا ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے باز رہتا ہے۔ نیز نماز خدا کی یاد ہے۔ اس کی یاد سے کوئی چیز بہتر نہیں۔ نماز انسان کو اخلاق رذیلہ سے محفوظ رکھتی ہے۔ برائیوں سے باز رکھ کر اس کا درجہ بلند کرتی ہے۔ نماز گناہوں کو دھو دیتی ہے۔

ان تمام خوبیوں کے علاوہ نماز صحت جسمانی کے لئے نہایت ہی مفید چیز ہے اس میں جتنی حرکات ہیں سب کا ریاضت جسمانی (یعنی ہلکی ورزش) سے بہت بڑا تعلق ہے اس میں جسم کو ہر قسم کی حرکت پہنچتی ہے جو اعضاء کو تندرست رکھنے کے لئے ضروری ہے لیکن سب سے بڑی چیز، جو نماز میں حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم رب العزۃ کی بارگاہ میں اپنا سر نیاز جھکا کر اپنی بندگی کا عملی ثبوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

نماز کے اوقات کی حکمتیں:۔ انسان جب رات کو سویا ہوا صبح کو جاگ اٹھتا ہے اس کا سارا جسم بھاری اور طبیعت سست رہتی ہے اور جب وہ صبح کی نماز کے لئے وضو کرتا ہے تو اس کی بہت کچھ سستی دور ہو جاتی ہے اور طبیعت میں تازگی اور پھرتی پیدا ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد نماز میں اعضاء کی جنبشوں کی وجہ سے سارے بدن میں چستی پیدا ہو جاتی ہے اور دن کے تمام کاموں کے لئے مزاج میں مستعدی آجاتی ہے اور نماز کے سب سے پہلے ادا کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کے تمام کاموں پر خدا کی یاد مقدم ہے۔ ظہر کے وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے کیونکہ دوپہر کا کھانا کھا کر انسان قیلولہ ظہر کے پہلے کچھ آرام کر کے اٹھتا ہے تو قریب قریب اس کی وہی حالت ہوتی ہے جو صبح کے وقت ہوا کرتی ہے پس وضو اور نماز دونوں اس وقت مفید اور مناسب ہیں۔ عصر اور مغرب کا وقت چونکہ انتہائی زوال کا ہوتا ہے اس سے بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی زندگی بھی جوانی میں عروج پا کر بڑھاپے میں زوال پذیر ہو کر افق موت میں غروب ہو جائے گی۔ پس زندگی کے ان مدارج میں انسان کے لئے عبادت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ عشاء کا وقت سونے کا ہوتا ہے اور نیند اور موت کی حالت قریب یکساں ہے ایسے وقت میں عبادت کر لینا بہت موزوں ہے اس لئے کہ عبادت سارے کاموں کا آخری اور نہایت ہی مفید عمل ہے۔ اوقات کے تعین کا یہ فائدہ ہے کہ جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی کام کو کرنے کے لئے مہلت دی گئی ہے تو ہمیشہ سستی کرتا ہے اور اس کام کو وقت پر نہ کر کے دوسرے وقت پر اٹھا رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر اس کا وقت ہی گذر جاتا ہے اور وہ اس کام کو انجام نہیں دیتا لیکن جب کاموں کے لئے اوقات مقرر ہو جاتے ہیں تو مقررہ وقت ہوتے ہی وہ کام یاد آجاتا ہے اور سب کام بلا ناغہ پابندی کے ساتھ انجام پاتے ہیں

کلماتِ اذان کی تشریح :- مؤذن سب سے پہلے چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اللہ رب العالمین کی عظمت اور کبریائی کو بیان کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات سب سے بڑی ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جائے تو کوئی چیز آڑے نہ آنی چاہیے کسی چیز کی محبت نماز کیلئے مانع نہ ہونی چاہیے اس کے بعد دو مرتبہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر خدائے عزوجل کی توحید کا اعلان کرتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ توحید کے اعلان میں کسی مسلمان کو کسی بھی چیز کا خوف مانع نہ ہونا چاہیے۔ اس توحید کے اعلان کے بعد دو مرتبہ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر لوگوں پر ذاتِ اطہر فخرِ کائنات اگلے پچھلے سبھوں کے سردار ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ (اللہ کی آپ پر اور آپ کے تمام آل و اصحاب پاک پر قیامت کے دن تک رحمت نازل فرمائے) کی رسالت مقدسہ کا اظہار کرتا ہے جن کی بدولت ہم شرک و کفر کی اندھیریوں سے نکل کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اور جو کچھ ہم کو ملا ہے اُسی ذاتِ اقدس کے صدقہ و طفیل میں ملا ہے۔

وجود باری اور توحید و رسالت کے بیان کرنے کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو دفعہ کہہ کر اہم ترین عبادت جو نماز ہے اس کی طرف بلاتا ہے اس کے بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو دفعہ کہہ کر فلاحِ دائمی یعنی دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا راز جس میں پوشیدہ ہے اُس کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ کلمۂ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر یہ بتلاتا ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی اسی میں ہے جب کہ اُس کے دل میں اللہ کی توحید اور اس کی عظمت قائم ہو اور آخر میں اس کی موت اسی کلمۂ توحید پر ہو۔

نمازِ باجماعت کی حکمتیں :- ہر روز پانچ مرتبہ ایک مقام کے سب مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر

نماز کو ادا کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کے اکثر بڑے کام جماعت کے ساتھ اکٹھے ہو کر کئے جائیں کیونکہ بہت سے آدمیوں کی دماغی اور جسمانی قوتوں سے جو اثرات اور نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ صرف ایک آدمی سے وجود میں نہیں آسکتے مثلاً ایک شخص کے پورے سرمایہ کی تجارت ایک ہزار یا اس سے زیادہ لوگوں کے پورے سرمایوں کی تجارت کے برابر نہ تو نفع آور ہو سکتی ہے نہ اتنے بڑے پیمانے پر ہو سکتی ہے، یا مثلاً ہزار سپاہی مل کر جس خوبی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں ایک دو سپاہی نہیں کر سکتے۔ جماعت کی نماز مسلمانوں کو مساوات کا درس دیتی ہے امیر و غریب سب ایک ساتھ ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ آپس میں ہمدردی اور غمخواری کا ذریعہ بھی یہی نماز بنتی ہے جب امیر و غریب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے دکھ اور درد کی خبر ہوتی ہے اور اس کے دفعیہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

قبلہ کی تعیین:۔ اگر قبلہ کی تعیین نہ ہوتی اور اجازت دی جاتی کہ ہر شخص جدھر جی چاہے نماز پڑھے تو جماعت کا شیرازہ درہم برہم ہو جاتا۔ ایک ہی مسجد میں بیک وقت کوئی مغرب کی طرف کوئی مشرق کی طرف منہ کرتا، تو نظام اتحاد کے خلاف ہوتا اور نماز ایک تماشا بن جاتی۔

جمعہ، عید، اور بقر عید کی نمازیں:۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں جو فائدے اوپر بیان کئے جا چکے ہیں وہ سب فوائد بہت بڑے پیمانہ پر ان تینوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے میں موجود ہیں اس کے علاوہ ان نمازوں میں خطبہ بھی ہے جس کے ذریعہ امام دینی و دنیوی باتیں مصلیوں کے گوش گزار کرتا اور عمل کی طرف رغبت دلاتا ہے جس سے ان کے دلوں میں عمل کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے اجتماعوں میں انسان محسوس کرتا ہے کہ گذشتہ عیدوں کے موقع پر جو

اعزہ واقربا اس کے ساتھ نماز میں شریک تھے آج ان کا کہیں پتہ نہیں لیکن ان کی غیر موجودگی سے چمن دنیا کی بہار میں کچھ فرق نہیں آیا، بازاروں میں وہی چہل پہل ہے عیدگاہوں میں بچوں کا وہی شور ہے، نمازمیں وہی تکبیریں ہیں، جانے والے چلے گئے لیکن محفل کی رونق میں کوئی کمی نہ آئی۔ اس مشاہدہ سے انسان کو عبرت حاصل ہوتی ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ اسے بھی ایک روز اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں سے جدا ہو کر قبر کی تنہائی میں جانا ہے۔ اس سے دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے جس سے اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہو جاتی ہے اور وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری پر آمادہ ہو کر دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

سورج اور چاند گرہن اور طلب بارش کی نمازیں:۔ چاند اور سورج کی روشنی سے ساری دنیا کو اور خصوصاً انسانوں کو بے شمار فائدے پہنچتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اتنی بڑی قدرت اور شان والا ہے کہ سورج چاند اور زمین جیسے بڑے بڑے اجرام کو ایک دوسرے کے درمیان حائل کر کے ہم تک ان کی روشنی پہنچنے سے باز رکھتا ہے پس ظلمت کے اوقات میں روشنی کا فیض پھر سے ہم پر جاری ہو جائے اس کے لئے مناسب ہوا کہ نماز پڑھی جائے اور خدا کی عبادت کیجائے۔ اسی طرح نماز پڑھ کر بارش کے لئے دعا کرنے کی ضرورت تو واضح ہے کیونکہ پانی ہی سے سارے عالم کی زندگی ہے اور اس کی کمی اور فقدان سے تمام مخلوق کی موت ہے۔ پس اس کے لئے جس قدر بھی نمازیں پڑھی جائیں اور دعائیں کی جائیں کم ہے۔

سفر، خوف اور جنازہ کی نماز

دین میں طرح طرح کی آسانیاں ہیں چنانچہ سفر میں مشقت کے خیال سے چار رکعت والی نمازیں نصف کر دی گئیں خوف کے وقت چونکہ دل و دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور عبادت بھی سے ان میں سکون پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں نماز پڑھنا ضروری بتایا گیا۔ موت دراصل مخلوق سے قطع تعلق کر کے خالق سے جا کر ملنے کا نام ہے جب کوئی مرنے والا مر جاتا ہے تو اپنی رُوح کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور حق تعالیٰ نے اُسے عقل جیسی نعمت دے کر تمام کائنات میں معظم و محترم بنا دیا ہے اور وہ زندگی میں جس طرح قابلِ عزت و احترام رہا کرتا ہے۔ اس لئے اس کی حرمت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کی اس عظمت و احترام کو برقرار رکھا جائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو اس کی عزت و حرمت کا باعث ہو۔ پس ایسی صورت میں اس کے جسم بے جان کو جلا دینے یا دریا میں بہا دینے سے اس کی سخت توہین ہوتی ہے اس لئے جب کوئی مر جاتا ہے اس کو ایک گھر سے جدا ہونے والے عزیز و محترم کی طرح نہلاتے اور خوشبو لگاتے ہیں پھر سفید عمدہ لباس پہنا کر نہایت احترام کے ساتھ اُسے مسجد لیجاتے ہیں وہاں اس کے لئے خدائے تعالیٰ سے رحم و مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ کیوں کہ وہ اب دُنیا میں کئے ہوئے تمام نیک و بد کی جواب دہی کی منزل پر آ گیا ہے اور اس کے گناہ بھی بہت ہیں۔ جن کی مغفرت کے لئے اُس کے سوا کوئی نیک اعمال اور اُس کے پس ماندوں کی دُعائے مغفرت کے سوا کوئی سفارشی نہیں، مسلمانوں کا اپنے ایک میت بھائی کے ساتھ اس طرح سلوک کرنا یہ باہمی محبت و مودت کی زبردست علامت ہے اور ایک دُوسرے کی خیر خواہی پر دلالت کرتا ہے۔ گویا وہ اپنے کسی بھائی

کے لئے یہ پسند نہیں کرتے کہ اس کو کوئی تکلیف پہنچے (اور عذاب جہنم سے بڑھ کر کون سی تکلیف ہوگی؟) پس وہ خدائے تعالیٰ سے اس بات کی دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں اس مسافر کو راحت بخشے اور اس کے گناہوں کو معاف کرے اور اس کی مغفرت اور اس کی گردن کو طوق عذاب سے آزاد کردے اور انھیں اپنے بھائی کی مغفرت سے خوش کردے پس نماز جنازہ درحقیقت میّت کے لئے دُعا و استغفار ہے اسی لئے اس نماز میں رکوع و سجود نہیں رکھے گئے تاکہ کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ یہ میّت کی عبادت ہے۔ پھر نماز و دُعا سے فارغ ہوکر نہایت احترام کے ساتھ اُسے اُٹھا کر قبرستان لے جاتے ہیں جہاں اُسی جیسی بہت سی مخلوق ساکت وصامت (یعنی خموشی کے ساتھ) آرام میں ہے انھیں کے قریب ایک ایسا مکان اس کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس میں وہ اپنی موجودہ حیثیت سے آرام کرے اُس مکان میں بحفاظت اُس کو رکھ دیتے ہیں تاکہ اس پر جو کچھ حالات گزریں وہ دُنیا کی نظر سے پوشیدہ رہیں اور اس غریب کی عریانی اور اس کا بوسیدہ ہوکر پارہ پارہ ہوجانا اور اس کے اعضاء کا بدہیئت ہونا اور متغیر ہونا عام نظروں سے مستور (پوشیدہ) رہے، جلا دینے یا دریا میں بہا دینے سے انسانوں کی نظر میں اس کی جتنی سخت بے حُرمتی اور سُبکی ہوتی ہے وہ اس سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہے پس میّت کو غسل دینا اور اس پر نماز پڑھنا یعنی اس کے لئے دُعائے مغفرت کرنا اور اس کے بعد لے جاکر دفن کرنا بھی اسی لئے ہے کہ بنی آدم کی حرمت ظاہر ہو اور وہ دُنیا سے اُٹھے بھی تو ممتاز رہے اور چونکہ نماز خود کے لئے بھی عبرت ہے اس لئے اس کا ہونا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کے احکام

زکوٰۃ کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں اور شرع کی اصطلاح میں اپنے مخصوص مال میں سے ایک خاص حصّہ خدا کے حکم کے مُطابق فقیروں اور محتاجوں کو دینا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ اور دین کے بنیادی اعمال میں سے ہے ہر آزاد مسلمان جس کی ملکیت تام (کامل) ہو اُس پر زکوٰۃ پانچ قسم کے مالوں میں واجب ہے۔ (۱) مویشی یعنی اُونٹ۔ گائے، بھینس، بھیڑ اور بکری (۲) نقدی یعنی سونا اور چاندی (۳) غلّہ (یعنی اناج) (۴) پھل (صرف کھجور اور مُنقیٰ) جبکہ ان کی مقدار نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو (۵) تجارت کا مال اور جب کہ ان پر کامل ایک سال گزرے مگر اناج اور پھلوں پر ایک سال گزرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کی فصل قبضہ میں آنے پر فوراً زکوٰۃ نکالنی چاہیئے۔

مویشی پر زکوٰۃ نکالنے کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام جانور	تعداد	شرح زکوٰۃ (مقدار زکوٰۃ)
اُونٹ	ایک سے چار تک	کچھ نہیں۔
"	۵ سے ۹ تک	ایک بکری دینا واجب ہے مینڈھا ہو تو کامل ایک سال کا اور چھیلا ہو تو دُو سال کا ہونا ضروری ہے۔ نر اور مادّہ کا ایک ہی حکم ہے۔
"	۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں بشرط سابق
"	۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں بشرط سابق

نام جانور	تعداد	شرح زکوٰۃ (مقدار زکوٰۃ)
اُونٹ	۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں بشرط سابق
〃	۲۵ سے ۳۵ تک	ایک بنت مخاض (پورے ایک سال کی عمر کا اُونٹ کا بچہ)
〃	۳۶ سے ۴۵ تک	ایک بنت لبون (پورے دو سال کا اُونٹ کا بچہ) تیسرے سال میں قدم رکھا ہوا اُونٹ کا بچہ۔ (بقیہ احکام بڑی کتابوں میں دیکھ لیں)
گائے بھینس بیل	۱ سے ۲۹ تک	کچھ نہیں۔
〃 〃 〃	۳۰ سے ۳۹ تک	ایک برس کا گوسالہ نر ہو یا مادہ
〃 〃 〃	۴۰ سے ۵۹ تک	دو برس کا گوسالہ نر ہو یا مادہ۔

اس کے بعد ہر تیس پر ایک برس کا بچہ اور چالیس پر دو سال کے بچے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

نام جانور	تعداد	شرح زکوٰۃ (مقدار زکوٰۃ)
بکری	۱ سے ۳۹ تک	کچھ نہیں۔
〃	۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری مینڈھی ہو تو کامل ایک سالہ، اور بکری ہو تو کامل دو سالہ۔
〃	۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں بشرط سابق۔
〃	۲۰۱ سے ۴۰۰ تک	تین بکریاں بشرط سابق۔

اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری زیادہ کریں۔ مذکورہ جانوروں کی زکوٰۃ میں شرط ہے کہ ۔

(۱) نصاب کامل ہو (۲) اور ان جانوروں پر کامل ایک سال زکوٰۃ دینے والے کی ملک میں گزرے اور (۳) مباح چراگاہ میں چرنے والے ہوں یعنی سال بھر کے اکثر حصّہ میں مفت کی مباح گھاس سے چرائے گئے ہوں اور (۴) وہ جانور زراعت وغیرہ کا کام کرنے والے نہ ہوں۔

مشترک مویشی کے زکوٰۃ کا حکم

دو آدمیوں کے جانور اس طرح ملے جلے ہوں کہ (۱) ان کا چرواہا (۲) چراگاہ (۳) رات کو رہنے کی جگہ (۴) دودھ دوہنے کی جگہ (۵) چراگاہ کو جانے کا راستہ (۶) سانڈ (۷) پانی پلانے کی جگہ مثلاً چشمہ نہر وغیرہ سب ایک ہوں تو اس صورت میں ایک شخص کے جانوروں کی مجموعی تعداد کے حساب سے زکوٰۃ دیں۔

(۲) نقد (سونا چاندی) کی زکوٰۃ کے احکام کا نقشہ

جن اشیاء میں زکوٰۃ واجب ہے	نصاب زکوٰۃ	وہ حصّہ جو زکوٰۃ میں دینا چاہیے	مقدار زکوٰۃ
(۱) سونا	بیس مثقال یا ۷½ تولے خالص	چالیسواں حصّہ	نصف مثقال یا دو ماشہ دو رتی۔
(۲) چاندی	دو سو درہم یا ساڑھے باون تولے خالص	״	ایک تولہ پونے چار ماشے۔
(۳) مال تجارت	چاندی سونے کے نصاب کی قیمت کا ہو	״	چالیسواں حصّہ کی قیمت تجارت کے مال کے علاوہ باقی مالوں کی زکوٰۃ میں قیمت دینا جائز نہیں۔
(۴) اناج کھجور و منقیٰ	پانچ وسق (تین سو صاع)	دسواں حصّہ	۳۰ صاع

معدن اور دفینہ کی زکوٰۃ

معدن (کان) سے جس قدر سونا اور چاندی برآمد ہو اس کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں ادا کرنا واجب ہے۔ جاہلیت کے سونے چاندی کا دفینہ اگر مل جائے تو اس کا پانچواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا چاہیئے۔

عورتوں کے زیورات

سونے چاندی کے وہ معمولی زیورات جن کا پہننا عورتوں کے لئے شرعاً جائز ہے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ تجارت کے لئے بنائے گئے ہوں تو اُن پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اناج اور پھلوں کی زکوٰۃ

اناج کے کھیتوں اور پھلوں کے درختوں کی بلا مشقت مینہہ کے پانی، یا تالاب یا نہر کے پانی سے آبیاری کی گئی ہو۔ یا زمین کی تری سے وہ تیار ہوئے ہوں تو ان کا دسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا چاہیئے۔ اگر کھیتی کنویں یا تالاب کے پانی سے مزدوروں کے ذریعے سینچی گئی ہو تو اس بیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا چاہیئے۔ جن غلوں اور پھلوں کو غذا کے طور پر استعمال کرتے ہیں ان میں زکوٰۃ واجب ہے جیسے گیہوں، چاول، جو، جوار، وغیرہ اور پھلوں میں صرف کھجور اور منقیٰ میں زکوٰۃ دینا واجب ہے اناج اور پھلوں کا نصاب پانچ وسق ہے اور ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں اسّی تولہ کے سیر سے دو سیر اور پانچ چھٹانک ہوتے ہیں۔

مالِ تجارت

جو مال بیچنے اور فائدہ کمانے کے لئے جمع کیا گیا ہو، وہ مالِ تجارت کہلاتا ہے خواہ وہ کسی قسم کا مال ہو (اناج، کپڑا، زیور، جانور، جائداد، زمین، مکانات، وغیرہ سب تجارتی مال ہے)۔ تجارتی مال پر پورا ایک سال گزر جانے کے بعد سونے یا چاندی سے اس کی قیمت ٹھیرائی جائے اگر اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اُس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ جس شخص کے پاس نصاب کے برابر یا اُس سے زیادہ مال ہو اور اس کے ذمہ کسی کا قرض بھی ہو خواہ اُس قرض کی ادائیگی فوراً لازم ہو یا تاخیر سے، خواہ وہ قرض اللہ تعالیٰ کا (جیسے زکوٰۃ) ہو یا کسی آدمی کا ہر حالت میں اُس کے پاس جو مال تجارت کا ہے اُس میں اغلب قول کے مطابق زکوٰۃ واجب ہے (یعنی قرض وجوبِ زکوٰۃ کا مانع نہیں) بعض فقہا کے نزدیک قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد بھی اگر وہ نصاب کا مالک ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

سوالات

اُونٹ، گائے، بیل، بھینس، بھیڑ، بکری کے نصاب کے لئے کیا شرطیں ہیں؟ ملے جُلے جانوروں کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے اور اس میں کیا کیا شرطیں ہیں؟ سونے اور چاندی کے نصاب کی کیا مقدار ہے؟ معدن اور دفینہ کی کیا زکوٰۃ ہے؟ پہننے کے لئے بنائے ہوئے زیورات کا کیا حکم ہے اور تجارت کے لئے بنائے گئے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ کون کونسی پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے اور اس کا کیا نصاب ہے۔ کن کن پھلوں میں زکوٰۃ واجب ہے اس کا کیا نصاب ہے؟ تجارت کے مال کی زکوٰۃ کس حساب سے ادا کی جائیگی؟ اگر کوئی شخص مالکِ نصاب بھی ہے اور قرضدار بھی، تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

مصارف زکوٰۃ

مال کی زکوٰۃ جن مستحقین کو شرعاً دینی چاہیئے وہ لوگ مصارف زکوٰۃ کہلاتے ہیں آٹھ قسم کے لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور اُن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس آیہ شریفہ میں کیا ہے :۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

(ترجمہ) مال زکوٰۃ تو فقیروں اور مسکینوں کے لئے اور عمال زکوٰۃ (جو زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہوں) اور جن کی دلجوئی (منظور ہے) اور قید غلامی سے غلاموں کی گردنوں (کے چھڑانے میں) اور قرضداروں کے قرضے (ادا کرنے میں) اور جہاد کرنے (والوں کے سازوسامان) میں اور مُسافروں کی امداد میں یہ حکم ہو اللہ کی طرف سے مقرر ہو اور اللہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ کے مستحق بتایا ہے۔ (۱) فقیر وہ ہے جس کے پاس نہ تو مال ہو اور نہ کمانے کی طاقت رکھتا ہو۔ یعنی وہ اپنی عاجزی یا کمزوری کی وجہ سے نہ محنت مزدوری کے قابل ہو اور نہ کوئی کام کرسکتا ہو۔ نہ اس کو کسی ایسے آدمی کا سہارا ہو جس پر اس کا نفقہ واجب ہے۔ عام طور پر جن لوگوں کو فقیر کہا جاتا ہے اور جو گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہیں ایسے پیشہ ور بھیک مانگنے والوں کو زکوٰۃ، خیرات اور صدقات دینا بالکل حرام ہے۔ اگر ایسے مسٹنڈوں کو زکوٰۃ دی جائے تو ادا نہ ہوگی (۲) مسکین وہ ہے جس کا ضروری خرچ اس کی آمدنی سے زیادہ ہو، اور برتنے کے سامان کے سوا اس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔ (۳) عامل وہ آدمی ہے جس کو حاکم نے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے اور اُسے تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا ہو اس کو اس کے کام کے مطابق زکوٰۃ میں سے اُجرت دیجائے۔

(۴) مولفۃ القلوب یعنی وہ نو مُسلم جن کے دِل میں اسلام ابھی اچھی طرح سے جاگزیں نہ ہوا ہو اُنہیں اس غرض سے زکوٰۃ دی جائے تاکہ اُن کے دِل میں اسلام کی محبت مستحکم ہو جائے۔ (۵) مکاتب وہ غلام یا لونڈی ہے جس کو اس کے آقا نے یہ لکھ دیا ہو کہ اگر تو اتنا مال ادا کرے تو آزاد ہے۔ پس اس کی آزادی کے لئے زکوٰۃ کا مال دینا درست ہے۔ (۶) قرضدار وہ جو دُوسرے کا مقروض ہو اس کو اپنا قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جائے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے بشرطیکہ اُن کو بادشاہ کی طرف سے کافی خرچ نہ ملتا ہو۔ (۸) مُسافر جو حالتِ سفر میں محتاج ہو جائے۔ زکوٰۃ کا مال تقسیم کرنے میں ضروری ہے کہ اقسام مذکورہ میں سے (سوا عامل کے) ہر ایک قسم میں سے کم سے کم تین اشخاص کو زکوٰۃ دی جائے البتہ عامل ایک ہو تو صرف ایک ہی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگر آٹھوں قسم کے تمام لوگ نہ ملیں تو جتنے قسم کے لوگ مِل سکیں انھیں کو زکوٰۃ دی جائے۔ ہاں صدقۂ فِطر ایک ہی آدمی کو دیا جائے تو جائز ہے۔ زکوٰۃ یا صدقۂ فطر نکالتے وقت اس کی نیت کرنا فرض ہے۔

چھ ۶ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (۱) وہ شخص جو مال یا کسب کے ذریعے اپنی ضرورتیں پوری کرسکتا ہو۔ (۲) غلام اور لونڈی (۳) کافر (۴) وہ شخص جو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خاندان سے ہو البتہ صدقات نافلہ (یعنی خیرات) سے اُن کو دینا جائز ہے۔ (۵) وہ جن کا نفقہ زکوٰۃ دینے والے کے ذمہ واجب ہو جیسے اس کی ماں، باپ، بیوی اور نابالغ اولاد (۶) وہ لوگ جو زکوٰۃ کا مال لے کر فسق و فجور اور معصیت کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر، مُسافر خانے، اسپتال اور پُل وغیرہ بنانے کے لئے یا میت کی تجہیز و تکفین کے لئے زکوٰۃ کے مال میں

سے خرچ کرنا جائز نہیں۔

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر یعنی رمضان شریف کے روزے ختم ہونے کی خوشی کا صدقہ، ہر عاقل وبالغ پر واجب ہے کہ اپنا اور اپنی بیوی بچوں اور والدین کی طرف سے جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہو صدقہ فطر ادا کرے بشرطیکہ اس کے پاس عید کی رات اور عید کے دن کے لئے اپنے اور اپنے بال بچوں کے ضروری کھانے پینے کے خرچ سے زیادہ بچا ہوا مال ہو۔ صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع ہے یعنی اسّی تولے کے سیر سے دو سیر پانچ چھٹانک اناج ہر ایک کی طرف سے نکلے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ اناج ایسا ہو جو اس جگہ کے لوگوں کی عام خوراک ہو، جیسے، چاول، گیہوں، جوار، باجرہ، مکئی، چنا، مونگ، اور جو وغیرہ صدقۂ فطر رمضان شریف کے آخری دن یعنی عید کی رات کو آفتاب غروب ہونے کے بعد واجب ہوتا ہے لیکن رمضان کی پہلی تاریخ سے بھی ادا کرنا جائز ہے۔ اور عید کی فجر تک تاخیر کرنا مستحب ہے اور عید کے دن نماز عید کے پہلے ادا کرنا سنت ہے عید کے دن سے بلا عذر تاخیر کرنا حرام ہے اگر سب کی طرف سے دینے کی اس میں استطاعت نہ ہو تو جتنوں کی طرف سے دے سکتا ہو ادا کرے۔

عقلی طریقہ

میرے دینی بھائیو!

ہر شخص اس بات کو مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں فطرتِ انسانی پرلے درجے کی لالچی اور بخیل واقع ہوئی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں صفتیں

(یعنی بخل ولالچ) نہایت ہی بُری و قبیح ہیں جو طریقہ ان بُری خصلتوں سے نجات دلائے وہ بے شک مفید و نافع سمجھا جائے گا اور وہ طریقہ یہ ہے کہ اپنی خواہش کے خلاف وقتاً فوقتاً کچھ حصہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ کے لئے جُدا کرتا رہے تاکہ بخل کی صفت سے زائل ہو جائے انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں پر رحم کھائے اور ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے جس شخص میں یہ بات نہ ہو سمجھ لو کہ اس کی طبیعت میں خُبث ہے اور اس کو دُور کرنے کے لئے زکوٰۃ مقرر کی گئی ہے یہ بھی واضح ہے کہ کوئی ملک یا شہر ضعیفوں، ناداروں اور محتاجوں سے خالی نہیں ہوتا اور یہ ناداری و محتاجی ایسی چیز ہے کہ آج ایک پر ہے تو کل دُوسرے پر اور ہر وقت اس حالت میں مبتلا ہونے کا کھٹکا ہر انسان کو لگا رہتا ہے۔ کسی کو مالدار یا محتاج بنانا اللہ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اور یہ بات عموماً مشاہدے میں آیا کرتی ہے کہ اہلِ ثروت چشم زدن میں نان شبینہ کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر باہمی غمخواری اور حُسنِ سلوک کا طریقہ، (یعنی زکوٰۃ) مقرر نہ کیا جائے تو یقیناً بہت سے مساکین بھوکوں مر جائیں پس ایسی ہمدردی کی خاطر سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان میں ارشاد فرمایا ہے۔ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (بخاری ومسلم) (ترجمہ) زکوٰۃ مُسلمانوں کے مالداروں سے وصول کی جائے اور ان کے محتاجوں پر تقسیم کی جائے۔ علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں مثلاً گیہوں، چاول، جوار، باجرہ، پھل، پھول، بھیڑ، بکری، گائے، بیل، وغیرہ کی پیدا کی ہیں وہ سب انسانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہیں۔ لہٰذا تمام انسان ان تمام چیزوں میں اپنا کچھ نہ کچھ حق اور حصہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا یعنی تمہارے لئے

جو کچھ زمین میں ہے پیدا کیا گیا ہے پس اگر انسانوں میں سے صرف مالدار جماعت اس کے ذریعہ دنیا بھر کی چیزوں سے فائدہ اٹھائے اور دوسری جماعت مثلاً غرباء اس سے محروم رہ جائیں تو ظاہر ہے کہ یہ بات پیدا کرنے والے کے منشاء کے خلاف ہوگی لہٰذا ہر قسم کے مال میں سے ایک حصہ زکوٰۃ کا فرض کر دیا گیا غرض عقل ونقل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ نہایت اہم اور ضروری چیز ہے تاکہ سب لوگ حسب حیثیت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

سوالات

زکوٰۃ کا مال کس کس پر تقسیم کرنا چاہیئے؟ تقسیم زکوٰۃ جائز ہونے کا کم سے کم درجہ کیا ہے؟ کس کس کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں؟ صدقۂ فطر کس کس پر واجب ہے؟ صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟ کیا صدقۂ فطر صرف ایک آدمی کو بھی دینا جائز ہے؟ زکوٰۃ کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

روزے کے احکام

صوم (روزہ) کے معنی لغت میں امساک یعنی رُکنے یا روکے رکھنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں روزے کی نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور تمام چیزوں سے رُکے رہنے کے ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے، جو شخص اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا اور جو بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ نہ رکھے وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوتا ہے۔ رمضان شریف کے دنوں میں راستوں بازاروں اور دکانوں میں کھلم کھلا کھانا پینا بہت بڑا ظلم ہے ایسا کرنا خدا سے بغاوت کرنا ہے

اوران ظالموں کے لیے سوءِ خاتمہ کا بڑا خطرہ ہے (نعوذ باللہ منہ) یہی حال ان دکانداروں کا اور ہوٹلوں کے مالکوں اور نوکروں کا ہے جو ان ظالموں کو کھلاتے اور پلاتے ہیں کیوں کہ باغیوں کی مدد کرنے والا بھی بغاوت میں شریک سمجھا جاتا ہے۔

رمضان کا چاند دیکھنے سے روزہ فرض ہوجاتا ہے۔ چاہئے کہ شعبان کا چاند خوب غور و تلاش کرکے دیکھنے کی کوشش کریں اور تاریخ کی تحقیق کریں تاکہ رمضان کے چاند کے لئے آسانی ہو۔ شعبان کی انتیسویں کی شام کو خوب غور سے چاند دیکھیں اگر چاند نظر آجائے تو اگلے روز روزہ رکھیں اگر نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس روز پورے کریں پھر رمضان کے روزے شروع کریں۔ شعبان کی انتیسویں کو اگر ایک شخص بھی رویت ہلال کا اقرار کرے اور حاکم مسلم (یا قاضی اسلام) کے روبرو شہادت دے تو اس سے رویت ہلال ثابت ہوجائے گی اور قاضی کے اعلان کرنے سے روزہ رکھنا واجب ہوجائے گا۔ عید وغیرہ کے لیے دو معتبر گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔

(تار، ٹیلیفون، خط، وائرلیس کی خبر نہ ہلال رمضان میں معتبر ہے اور نہ ہلال عیدین وغیرہ میں) اور وہ اس لئے کہ یہ سب خبریں ہی ہیں اور ثبوت کے لئے شہادت کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ جس شخص کو ایسی خبروں پر اعتماد ہو تو صرف وہ شخص اپنے طور پر ان خبروں پر عمل کرسکتا ہے۔

روزہ فرض ہونے کے لئے چار (۴) شرطیں ہیں:۔ (۱) مسلمان ہونا کافر یا مرتد پر فرض نہیں۔ (۲) عاقل ہونا مجنون یعنی دیوانہ پر روزہ فرض نہیں۔ (۳) بالغ ہونا نابالغ لڑکے یا لڑکی پر روزہ فرض نہیں۔ (۴) روزہ رکھنے کی طاقت ہونا ضعیفی یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے جس شخص میں اس کی طاقت نہ ہو اس پر روزہ فرض نہیں۔

روزہ صحیح ہونے کی شرطیں :- (۱) مُسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) عورت ہو تو حیض و نفاس سے پاک ہونا (۴) روزے کا وقت ہونا۔ عیدالفطر عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرھویں میں سے کسی روز کا نہ ہونا کیونکہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ روزہ کے ارکان (فرض) چار ہیں۔ (۱) نیّت کرنا۔ زبان سے کہے یا نہ کہے لیکن زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔ اگر روزے کی نیّت نہ کی اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔ (۲) تبییت یعنی فرض یا نذر کے روزے کی نیّت رات میں (یعنی غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے پہلے) کسی وقت کرنا۔ اگر نیّت کرنا بھول گیا تو روزہ صحیح نہیں ہوتا۔ فرض روزے کی نیّت میں تعیین کرنا بھی لازم ہے۔ روزہ کی نیّت یہ ہے نَوَیْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ اَدَاءِ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى ، میں نیّت کرتا ہوں اس رمضان کے کل کے فرض روزہ ادا کرنے کی۔ (۳) عمداً کھانے اور پینے سے پرہیز کرنا، بُھول کر کھائے یا پیئے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔ (۴) عمداً قے کرنے سے بچنا۔

روزے کے مستحبات :- (۱) آفتاب غروب ہو جانے کے بعد روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔ البتہ غروب میں شک ہو تو جلدی نہ کرے تاکہ روزہ فاسد نہ ہو۔ (۲) کھجور سے روزہ افطار کرنا۔ (۳) افطار کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھنا مستحب ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ اے اللہ میں نے مخصوص تیرے لئے روزہ رکھا، اور تیرے رزق سے افطار کیا۔ افضل ہے کہ یہ دُعا بھی زیادہ کرے۔ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (ترجمہ) پیاس جاتی رہی اور رگیں تر و تازہ ہو گئیں اور

اجر ثابت ہوا اگر اللہ نے چاہا۔ (۴) روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً (ترجمہ) سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ اس مفید سُنّت کو ہرگز ترک نہ کرنا چاہیئے کیونکہ سحری کھانے سے روزے میں قوت وتسلی رہتی ہے اور سُنّتِ رسولؐ بھی ادا ہوتی ہے۔ سحری کا وقت آدھی رات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کھانے سے سحری کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی اور سحری کے لئے افضل اور بہتر وقت رات کا آخری حصہ ہے (صبح صادق سے ذرا پہلے کھا پی لے)۔ (۵) تلاوتِ قرآن زیادہ کرے۔ (۶) صدقات بکثرت دے۔

روزے کے مکروہات:۔ (۱) روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرنا، یا اس کو افضل سمجھنا۔ اگر افطاری کے لئے کسی چیز کے نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی آنے والے کے آدمی کے انتظار میں تاخیر کرے تو مکروہ نہیں۔ (۲) کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا۔ لیکن ضرورت پڑنے پر بچے کے لئے کسی چیز کا چبانا مکروہ نہیں۔ (۳) عورت کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا جب کہ انزال یا جماع کا خوف نہ ہو۔ (اگر انزال یا جماع کا خوف ہو تو بوسہ لینا اور معانقہ کرنا حرام ہے۔) (۴) روزہ دار کا زوال کے بعد مسواک کرنا۔ (۵) کلی اور ناک میں پانی لینے میں زیادتی کرنا۔ (۶) پچھنے لگوانا یہ سب چیزیں مکروہ ہیں۔ (۷) جھوٹ بولنا۔ (۸) غیبت کرنا ہمیشہ حرام ہے اور روزے کی حالت میں سخت گناہ کے کام ہیں مگر ان باتوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ روزے کی حالت میں لڑنا جھگڑنا اور گالی گلوچ نہ کرنا چاہیئے اگر کوئی تم سے لڑے تو اپنے دل میں یہ خیال کرلو کہ ہم روزے سے ہیں۔ ہم کو لڑنا نہیں چاہیئے۔ اس لڑنے

والے سے کہہ دو کہ ہم روزے سے ہیں، تمہیں جواب نہیں دے سکتے۔ جو شخص روزہ میں غیبت بدگوئی جھوٹ، فریب، گالی گلوج نہ چھوڑے اس کے متعلق خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ہم کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کچھ پرواہ نہیں۔ ان باتوں سے روزے قبول نہ ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

سوالات

روزہ کسے کہتے ہیں؟ روزے کے انکار کا کیا حکم ہے اور بلا انکار ترک روزہ کا کیا حکم ہے؟ رمضان میں روزہ کب فرض ہوتا ہے؟ اور اس کے لئے کیا شرطیں ہیں؟ روزہ صحیح ہونے کی کون سی شرطیں ہیں؟ روزہ کے فرض کیا ہیں؟ روزہ کے مستحبات کیا ہیں اور روزے کے مکروہات کیا ہیں؟

روزہ توڑنے والی چیزیں:۔ (۱) قصداً کھانا یا پینا (۲) عمداً قے کرنا (۳) قصداً کنکری یا پتھر نگل جانا۔ (۴) ناس سونگھنا (۵) بیڑی، سگریٹ، حقہ وغیرہ پینا (۶) بدن کے کسی سوراخ میں کسی خارجی چیز کو داخل کرنا۔ (۷) جماع (ہمبستری) کرنا (۸) منی کا ارادہ سے نکالنا (احتلام سے روزہ باطل نہیں ہوتا) (۹) جنون دیوانگی اگر وہ صرف ایک لحظہ کے لئے کیوں نہ ہو۔ (۱۰) دن بھر کی بیہوشی اور نشہ۔ (۱۱) مرتد ہو جانا (یعنی دین اسلام سے نکل جانا) (۱۲) حیض ونفاس کا جاری ہو جانا۔

اباحت فطر (یعنے روزہ نہ رکھنے کی اجازت):۔ مریض کے لئے (۲) ایسے مسافر کے لئے جو جائز سفر میں ہو (۳) ایسی حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کے لئے جسے روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنی یا اپنے بچہ کی جان کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو یا حمل کو نقصان پہنچنے کا

خطرہ ہو۔ (۴) ایسا بوڑھا مرد یا عورت جو روزہ نہ رکھ سکے۔ ان سب کو روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔

وجوب قضا:۔ مذکورۂ بالا عذروں کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے والوں کے جتنے روزہ رہ گئے ہوں اتنے ہی روزے قضا کئے جائیں۔ البتہ حاملہ عورت جس کو سقوطِ حمل کا اور دودھ پلانے والی عورت جس کو دودھ کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ چھوٹ گئے ہوئے روزوں میں سے ہر ایک روزے کے بدلے فدیہ یعنی سوا رطل گیہوں یا اس قسم کا کوئی دوسرا غلہ کسی غریب کو دیں اور عذر دور ہو جانے کے بعد اتنے روزے قضا رکھے۔ بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت یا ایسا مریض جس کو صحت کی امید نہ ہو، ہر روزہ کے بدلے ایک مُد یعنی سوا رطل اناج اُسی دن بعد طلوعِ فجر کسی غریب کو دے۔ جماع سے روزہ توڑ دینے پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

کفّارہ یہ ہے:۔ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا۔ یہ نہ ہو سکے تو پے درپے دو ۲ مہینے کے روزہ رکھنا، یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ ۶۰ فقیروں یا مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک مُد کھانا دینا۔

عید الفطر، عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین روز، شک کے دن یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ جب کہ انتیسویں کو آسمان پہ بادل یا گرد و غبار چھا جانے کی وجہ سے چاند نہ دکھائی دے یا از روئے شریعت ثبوت کافی نہ ہونے کی وجہ سے چاند کا اعتبار نہ کیا گیا ہو، ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے۔

میّت کے ذمّے کا روزہ :- جس نے بلا عذر، رمضان کے روزے نہ رکھے اور مر گیا تو اس کے وارثوں کو چاہئے کہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت اتنا کھانا کھلائے کہ وہ سیر ہو جائے۔ یا سوا رطل گیہوں اس کو دے دے لیکن میّت کے ولی کو میّت کی طرف سے روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس کی دلیل بخاری و مسلم کی یہ حدیث ہے :-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صَوْمٌ صَامَ عَنْہُ وَلِیُّہٗ ۔

(ترجمہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی شخص مر جائے اور اسکے ذمّہ روزہ ہو تو اسکا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔

اگر مرنے والا کسی اجنبی کو اپنی طرف سے روزے رکھنے کی وصیّت کر گیا ہو تو اس اجنبی کو اُجرت لے کر یا بلا اُجرت، میّت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔

مستحب روزے :- ان ایّام میں روزے رکھنا مستحب ہے۔ (۱) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے روز (۲) محرم کی نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں تاریخ کو (۳) ایام البیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرہویں کو۔ (۴) شوال کے یعنی عید الفطر کے دُوسرے دن مُسلسل و متصل چھ روز۔ سُنّت روزوں کے لئے رات کو نیّت کرنا بھول جائے تو اس دن اگر زوال سے پہلے نیّت کرے تو جائز ہے۔ سُنّت روزہ بضرورت توڑا بھی جا سکتا ہے۔

اعتکاف کے احکام :- اعتکاف کے معنی کسی گوشے میں ٹھہرنے کے ہیں۔ اور شرع میں عبادت کی نیّت سے مسجد میں قیام کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اعتکاف ہر وقت مستحب ہے۔ جب کبھی مسجد میں جائے تو نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ کہہ کر نیّت کرے لیکن رمضان

شریف کے آخری دس دنوں میں شب قدر کو پانے کے ارادہ سے بیٹھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ شب قدر میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس رات میں جو شخص عبادت سے محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا۔ چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رات کی تعین میں کوئی قولِ فیصل نہیں اس لئے علماء کے درمیان اس رات کے متعلق اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا اتفاق اس امر پر ہے کہ شب قدر رمضان کی ۲۷ ستائیسویں شب ہے۔ (اور اسی پر عمل درآمد بھی ہے۔) لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک تمام روایتوں سے قوی روایت یہ ہے کہ وہ رمضان کی اکیسویں یا تیئسویں شب ہے۔ رمضان کی اخیر دس راتوں میں سے کسی طاق رات میں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ یا ۲۹ میں ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ ان راتوں میں کوشش کے ساتھ عبادت میں مشغول رہنا چاہیئے۔ چونکہ اس امت کی عمریں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایک رات ایسی مقرر فرمادی ہے جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ (ہزار مہینے کے تراسی برس چار مہینے ہوتے ہیں) اس مبارک رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اترتے ہیں ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت رہتی ہے جو عبادت گزار مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور مسلمانوں کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ اس رات میں کسی تعجب انگیز چیز کا دکھائی دینا ضروری نہیں البتہ کوئی نور یا تجلی نظر آجائے یہ امر امکان سے بعید بھی نہیں۔

عقلی طریقہ

معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام کا کوئی حکم قانونِ قدرت کے خلاف نہیں مثلاً ایک روزے ہی کو لیجئے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے مسلمانو تم پر روزہ اسطرح فرض کیا گیا جسطرح تم سے قبل کے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا۔ تاکہ تم گناہوں سے بچو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں روزے کے فائدے نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں یوں بیان فرمائے ہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم گناہوں سے بچو اور پرہیزگار بن جاؤ فی الواقع روزے میں ایک ایسی طاقت ہے جو انسان کو اعلیٰ درجے کا متقی بنا سکتی ہے۔ دُنیا میں کوئی انسان ایسا نہ ہوگا جسے بقائے نفس کے لئے غذا اور بقائے جنس کے لئے بیوی کی ضرورت نہ ہو۔ روزہ دار باوجود اس کے کہ ان دونوں چیزوں پر قادر ہوتا ہے لیکن احکم الحاکمین کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اور غذا اور بیوی جیسی محبوب ترین چیزوں سے ایک وقتِ معین تک کنارہ کش ہو جاتا ہے جب انسان کسی حلال اور محبوب چیز سے اس پر پوری طرح قادر ہونے کے باوجود احکم الحاکمین کی حکم کی تعمیل کے لئے رُکے رہنے کی کامل مہارت پیدا کر لیتا ہے تو اس کے لئے بہت آسان ہے کہ منہیات سے باز رہے یعنی نہ چوری کرے، نہ جھوٹ بولے۔ زنا، رشوت اور حرام مال سے بچے

ایسے منہیات سے باز رہنے ہی کا نام تقویٰ ہے اور اس کی قوت جس طرح روزے سے

حاصل ہو سکتی ہے کسی دُوسری چیز سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ روزہ رکھنے سے شہوت اور غضب کی قوتیں اعتدال پر آجاتی ہیں۔ شہوتوں پر قابو حاصل ہوتا ہے اور نفس کی تیزی اور تُندی کم ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اخلاق پر عُمدہ اثر پڑتا ہے۔ جس طرح پودے اور درختوں پر موسم کا اثر پڑتا ہے یعنی جس طرح گرمیوں میں اُن پر خشکی طاری ہو جاتی ہے اور برسات میں ان کی نشو و نُما ہوتی ہے اور وہ ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اسی طرح جسم انسانی کو سمجھنا چاہیے یعنی سال میں ایک مرتبہ جس طرح پودوں کی غذا میں کمی آجاتی ہے۔ اگر جسم انسانی میں کمی کر دی جائے تو کامل طور پر اُس کی صحت دُرست رہ سکتی ہے۔ نیز روزے کے فضائل میں سے ایک خاص فضیلت یہ بھی ہے کہ روزے کو خُدائے تعالیٰ نے جب کہ اس حدیث قُدسی میں ہے اپنی ذاتِ مقدس کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ وَالصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ (روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا (بہترین) بدلہ دوں گا۔) اور وہ اس لئے کہ روزہ نہایت ہی پوشیدہ عمل ہے۔ نماز روزہ اور حج کی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ دُوسری تمام عبادتوں میں ریا کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ لیکن روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاکاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ روزہ رکھنے سے انسان کی شہوانی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں اور اس وجہ سے کسی ناجائز فعل کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ اس طرح جب اعضاء میں لطافت آجاتی ہے تو دل بھی پاک ہو جاتا ہے۔ روزہ دار کو غریبوں اور مسکینوں کی بھوک پیاس کا کامل اندازہ ہو جاتا ہے اور اُسے اُن پر رحم آتا ہے۔ ہر چیز کے لئے اُس کے مناسب پاکی اور تزکیہ کا سامان ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے جسم کی زکوٰۃ اور پاکی اور تزکیہ کے لئے روزہ مقرر فرمایا ہے۔ چونکہ روزہ میں نفسِ امارہ پر بڑی سختی پڑتی ہے اسلئے

خُدائے تعالیٰ نے اس کا ثواب بھی بے اندازہ مُقرر فرمایا ہے اور اگرچہ دُوسری عبادتوں کے ثواب کی ایک حد مقرر فرمائی ہے مگر روزے کے لئے فرمایا ہے کہ ہم اس کا ثواب جس قدر چاہیں گے عطا فرمائیں گے۔ جب خدائے رحیم و کریم خود بے حساب عطا فرمائے گا تو لینے والے کیوں نہ مالا مال ہو جائیں گے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ اِن وجوہات کے بنا پر شریعت اسلامیہ نے سال میں ایک مہینے کا روزہ مقرر کیا ہے کہ انسان تندرست بھی رہے اور مزید برآں حکم خُداوندی کے بجالانے کا بے انتہا ثواب بھی حاصل کرے۔

سوالات

کن کن چیزوں سے روزہ باطل ہوتا ہے؟ کس کس کو روزہ نہ رکھنا مباح ہے؟ کیا روزہ نہ رکھنے والوں پر قضا واجب ہے؟ بوڑھا مرد، بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو اس کے لئے کیا کرنا ضروری ہے؟ جماع سے روزہ توڑنے والے پر کیا واجب ہوتا ہے؟ کن کن دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے؟ میت کے ذمے جو روزے ہوں ان کی ادائیگی کیسے ہو سکتی ہے؟ اعتکاف کسے کہتے ہیں؟ اعتکاف کے ارکان کیا ہیں؟ اعتکاف کی شرائط کیا ہیں؟ اعتکاف کن کن چیزوں سے فاسد ہوتا ہے؟ شب قدر کون سی شب ہے اور اس کے کیا فضائل ہیں؟ روزے کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

حج کے احکام

حج کے معنی لغت میں محض قصد و ارادہ کے ہیں اور شرع شریف میں ماہ ذی الحجہ کی کی خاص تاریخوں میں ایک خاص قسم کی عبادت کی ادائیگی کی غرض سے خانہ کعبہ کا قصد کرنے کو حج

حج کہتے ہیں۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں فرض ہوا۔ اس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

وجوب حج :۔ عمر میں ایک بار ہر عاقل و بالغ مسلمان پر حج کرنا فرض ہے بشرطیکہ وہ اس قدر سرمایہ رکھتا ہو جو اس کی ضرورتوں کو پورا کرے اور ادائے قرض سے فاضل یعنی زیادہ ہو اور اپنے اہل و عیال کے لئے نان و نفقہ کے سوا اتنا زیادہ رکھتا ہو کہ حج سے واپس آنے تک اس کے سفر کے اخراجات کے لئے کافی ہو سکے۔

حج فرض ہونے کے شرائط :۔ (۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل (۴) حریت (۵) استطاعت یعنی زاد راہ وغیرہ ضروریات سفر کا موجود ہونا (۶) راستہ میں ٹھیرنے کے مقامات میں یا مناسب قیمت پر پانی اور دیگر ضروریات زندگی کا بہم پہنچنا۔ (۷) سواری کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام۔ (۸) سواری کے جانوروں کے لئے چارے کا موجود ہونا۔ (۹) راستے کا پر امن ہونا۔ (۱۰) سفر میں چلنے کی صلاحیت اور طاقت کا ہونا، امراض و عوارض سے محفوظ ہونا، ان سب چیزوں پر قدرت حاصل ہونے کے بعد اتنی مدت کا ملنا کہ ایام حج سے پہلے مکہ معظمہ تک جا سکے۔

حج کے ارکان پانچ ہیں :۔ ان میں سے کوئی ایک رکن بھی ادا ہونے سے رہ جائے تو حج نہیں ہوتا۔ (۱) احرام یعنی نیت کر کے حج میں داخل ہو جانا۔ نیت یہ ہے نَوَیْتُ الْحَجَّ وَ اَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰی یعنی میں حج کی نیت کرتا ہوں اور حج کا احرام باندھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے۔ احرام کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ (۲) وقوف عرفات (عرفات کے میدان میں ٹھیرنا) یعنی نویں ذی الحجہ کے دن زوال کے بعد کم سے کم ایک لحظہ کی حاضری عرفات کے میدان میں

ضروری ہے وقوف کا وقت دسویں ذی الحجہ یعنی یوم نحر کی صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔ (۳) طواف اضافہ یعنی خانہ کعبہ کے ارد گرد سات مرتبہ گھومنا۔ (۴) صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا یعنی سات پھیرے کرنا اس طرح کہ پہلے صفا سے شروع کر کے مروہ کی طرف اپنی چال سے چلے۔ جب سبز کھمبوں کے مقابل آجائے تو تیزی سے دوڑتا ہوا جائے، یہاں تک کہ آگے کے دو سبز کھمبوں کے مقابل پہنچے پھر وہاں سے مروہ کی پہاڑی پر پہنچنے تک اپنی چال سے چلے۔ یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر لوٹ کر صفا کی طرف آئے تو دوسرا پھیرا شمار ہوگا۔ اس طرح ساتواں پھیرا مروہ پر جا کر ختم ہوگا (۵) سعی کے بعد سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا۔

وجوب عمرہ: عُمرہ کے معنی زیارت کرنے کے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں عبادت کی غرض سے خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں عمرہ بھی عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اس کے شرائط اور ارکان حج کے جیسے ہی ہیں مگر اس میں عرفات میں ٹھہرنا نہیں ہے۔ عمرہ کے احرام کی نیت یہ ہے۔ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنی میں عُمرہ کی نیت کرتا ہوں اور عمرہ کا احرام باندھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے لئے کوئی خاص مہینہ یا خاص دن مقرر نہیں وہ حج کے ساتھ یا سال بھر میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔

حج کے واجبات پانچ ہیں:- (۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) مزدلفہ میں رات گزارنا (۳) منیٰ میں تینوں جمروں کو کنکریاں مارنا (۴) ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا۔ (۵) طواف وداع یعنی رخصت کا طواف کرنا۔

میقات کی تشریح

میقات کی دو قسمیں ہیں: زمانی اور مکانی۔ میقات زمانی شوال ذی القعدہ اور ذی الحج کی دس راتیں ہے۔ میقات مکانی مکہ مکرمہ کے باہر سے آنے والوں کے لئے ان کی جہات کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ہے۔ (۱) مدینہ منورہ سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ کا مقام ہے جو بئر علیؓ کے نام سے مشہور ہے یہ مقام مدینہ منورہ سے قریباً دس میل کے فاصلہ پر اور مکہ معظمہ سے ۲۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (۲) مصر و شام و مغرب کی طرف سے آنیوالوں کی میقات جُحفہ ہے جو رابغ کے قریب واقع ہے اور یہاں سے مکہ معظمہ قریباً ۱۸۵ میل دُور ہے۔ (۳) نجد سے آنیوالوں کے لئے میقات قرن ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً ۵۵ میل پر واقع ہے۔ (۴) عراق سے آنے والوں کے لئے ذات عرق ہے جو مکہ مکرمہ سے ۷۰ میل دُور ہے (۵) ہندوستان اور اس کے مضافات اور جاوہ وغیرہ سے بحری راستے سے جانیوالوں کی اور یمن والوں کی میقات یلملم ہے۔ یہ جدہ کی بندرگاہ سے صرف ۵۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اگرچہ یہ پہاڑی حاجیوں کو نظر نہیں آتی لیکن اس کے مقابل جہاز آنے سے پہلے جہاز کا کپتان سیٹی کے ذریعہ اطلاع دیتا ہے۔ اس وقت غسل کر کے نیت کر کے احرام باندھیں اور سِلے ہوئے کپڑے اتار لیں۔ مکہ میں رہنے والا خواہ وہاں کا باشندہ ہو یا باہر سے آیا ہوا ہو اس کے لئے میقات نفس مکہ ہے۔ حج کی سنتیں بہت ہیں۔ (۱) حج کو عمرہ سے پہلے کرنا۔ (۲) تلبیہ پکار کر کہنا، تلبیہ یہ ہے:۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ

(ترجمہ) حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں سب تعریفیں تیرے لئے زیبا ہیں اور سب نعمتیں

وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ۝ لَا شَرِيكَ لَكَ ۝ | تیری ہی عطا کی ہوئی ہیں۔ اور ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں

(۳) طواف قدوم کرنا۔ (۴) طواف کے بعد مقام سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دو رکعت طواف کی نماز پڑھنا (۵) عرفہ کی رات منیٰ میں گزارنا (۶) سفید تہبند اور سفید چادر اوڑھنا۔

محرماتِ احرام:۔ احرام کی حالت میں ذیل کے دس کام حرام ہیں۔ (۱) مرد کو سلے ہوئے کپڑے پہننا (۲) مرد کو سر اور عورت کو چہرا اور دونوں ہاتھ ڈھانکنا (۳) بالوں میں تیل وغیرہ لگانا۔ (۴) سر منڈوانا (۵) ناخن کٹوانا (۶) بدن یا کپڑوں میں خوشبو لگانا (۷) خشکی کے حلال جانوروں کا شکار کرنا (۸) نکاح کرنا (۹) جماع کرنا (۱۰) دواعی جماع مثلاً بوس وکنار وغیرہ کرنا۔

مذکورہ بالا محرمات میں سے کسی ایک کے کرنے سے ایک بکری ذبح کرنا یا تین روزے رکھنا یا چھ مسکینوں کو تین صاع کھانا دینا فدیہ کے طور پر واجب ہوتا ہے مگر عقد نکاح کی وجہ سے کوئی فدیہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ حالتِ احرام میں نکاح سرے سے درست ہی نہیں ہوتا اور اسی طرح جماع اور شکار کا حکم آئندہ بیان کیا جائے گا۔

حج یا عمرہ کے ارکان میں سے اگر کوئی رُکن چھوٹ جائے تو محرم احرام سے خارج نہ ہوگا بلکہ جو رکن چھوٹ گیا یا فاسد ہوگیا ہو اُس کو ادا کرے۔ ہاں اگر وقوف عرفات چھُوٹ جائے تو حج کی نیت کو عمرے کی نیت سے بدل دے اور اس کو پُورا کرے لیکن اس صُورت میں اس پر حج کی قضا کرنا اور ایک قُربانی دینا لازم ہے۔

جس نے کوئی واجب چھوڑ دیا تو اُس پر ایک بکری ذبح کرنا واجب ہے، اگر مفلسی کی وجہ سے بکری ذبح نہیں کرسکتا تو وہیں تین روزے رکھے اور وطن واپس آکر سات روزے رکھے

البتہ کسی سُنّت کو نظر انداز کر دینے سے کچھ لازم نہیں آتا۔

سوالات

حج کیا ہے؟ کس کس پر حج واجب ہے؟ حج فرض ہونے کے لئے کتنے شرائط ہیں؟ حج کے ارکان کیا کیا ہیں؟ کیا عمرہ واجب ہے؟ حج اور عمرہ کے واجبات کیا کیا ہیں؟ میقات کس کو کہتے ہیں۔ ہندوستان سے جانے والوں کے لئے کونسا میقات ہے؟ حج کی کیا کیا سنتیں ہیں؟ محرمات احرام کیا کیا ہیں؟ محرمات کے ارتکاب سے کیا واجب ہوتا ہے؟ کس رکن کو چھوڑ دے تو کیا کرے؟ کس واجب یا سنت کو چھوڑ دے تو کیا کیا کرنا چاہیے؟

احصار:۔ اگر کوئی حج کرنیوالا ہر طرف سے نہایت ہی سختی کے ساتھ حج یا عمرے کی ادائیگی سے باز رکھا جائے اور وہ بیت اللہ نہ پہنچ سکے یا کسی اور سبب سے رُکا رہ جائے تو اُس پر ضروری ہے کہ حج سے علیحدگی کے ارادے سے حلال ہو جائے یعنی احرام کھول دے اور اسی مقام پر ایک بکری کی قُربانی دے کر سر منڈوائے۔

حج کا فاسد ہونا:۔ احرام کی حالت میں جان بوجھ کر اپنے اختیار سے جماع کرنے سے حج فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر بھی اس شخص پر لازم ہے کہ (۱) اس حج کے باقی اعمال کو پُورا کرے اور پھر (۲) اس حج کی قضا کرے اور ایک اُونٹ کی قربانی دے۔ اگر اُونٹ نہ ملے تو ایک گائے یا بیل اگر یہ بھی نہ مل سکے تو ایک اُونٹ کی قیمت کا اندازہ لگا کر اس کی قیمت سے کھانا خرید کر مکّہ معظمہ کے غریبوں پر تقسیم کر دے۔ اگر غلّہ یا کھانا بھی نہ مل سکتا ہو تو جتنا کھانا یا غلّہ ایک اُونٹ کی قیمت میں عام طور پر خرید جا سکتا ہے اتنے غلّہ یا کھانے کے ہر مُد کے

عوض ایک دن کا روزہ رکھے۔

حرم کے محرمات:۔ حرم شریف کی حدود میں (۱) شکار کرنا (۲) درخت کاٹنا یا اکھیڑنا حرام ہے پس اگر کسی محرم نے کوئی جانور شکار کیا تو شکار کئے ہوئے جانور کے برابر کا جانور ذبح کرے یا اس جانور کی قیمت کا اندازہ لگا کر اس قیمت کا کھانا یا غلہ خرید کر تقسیم کر دے یا اس غلہ یا کھانے کے ہر مد کے عوض ایک روزہ رکھے اسی طرح اگر بڑا درخت کاٹ دیا ہے تو ایک گائے ذبح کرے۔ اگر چھوٹا درخت کاٹا ہے تو ایک بکری۔

قربانی کرنا، یا کھانا دینا، حرم کعبہ کے سوا اور کسی جگہ ادا نہیں کیا جا سکتا، البتہ روزے حرم کے اندر یا باہر جہاں چاہے رکھ سکتا ہے۔

زیارت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام

حضور اقدس، سرور کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کی زیارت تمام عبادتوں میں نہ صرف احب مستحبات ہے بلکہ اہم قربات وافضل عبادات میں سے ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ زیارت خیر الانام مصباح الظلام اول واجبات میں سے ہے حدیث شریف میں وارد ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ (ترجمہ) جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ نیز یہ بھی حدیث ہے۔ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ (ترجمہ) یعنی جو شخص حج کرے اور میری زیارت نہ کرے تو اس نے مجھ سے روگردانی کی۔ محققین کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم قبر مقدس میں زندہ ہیں۔ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں آپ کے عالی مرتبہ کے مطابق آپ کو رزق پہنچتا ہے اور تمام مفاد حیات

اور عبادات سے آپ محظوظ ہیں۔ زائرِ مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے عمدہ لباس پہنے خوشبو لگائے پھر خشوع وخضوع کے ساتھ جلالۂ مکان وہیبت مقام کا لحاظ رکھتے ہوئے مزار مبارک پر حاضری دینے کی نیت سے مسجدِ نبوی میں داخل ہو کر پہلے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کرے پھر اپنے اس مبارک مقام تک پہنچنے پر خدائے عزوجل کے احسان کا بے حد شکر ادا کرے پھر وہاں سے اُٹھ کر قبرِ اقدس کے پاس حاضری دے اور حجرہ شریف سے تقریباً چار ہاتھ کے فاصلہ پر انتہائی ادب کے ساتھ قبلہ کی طرف پشت کر کے اپنا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رأسِ مبارک کے مقابل کر کے اس طرح تصور کرے کہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ مبارک اس کو دیکھ رہی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سمعِ مبارک اس کی طرف متوجہ ہے اور آپ اس کے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ پس ادب کے ساتھ اور معتدل آواز سے اس طرح سلام کہے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پھر ایک ہاتھ بھر ہٹ جائے اور خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر سلام کہے پھر تقریباً آدھا ہاتھ ہٹ کر خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے مؤدب کھڑے ہو کر جس چیز کی خواہش ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ کثرت سے پڑھے۔ پھر وہاں سے بقیع کی طرف روانہ ہو اور تمام اصحابِ رسول وبزرگانِ دین کی زیارت کرے۔ سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص ومعوذتین پڑھ کر حضرات صحابہ کرام وشہداء عظام اور تمام مومنین ومومنات ومسلمین ومسلمات کو ثواب بخشے۔

فوائدِ حج :- معلوم ہونا چاہیئے کہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ جتنے کام حج میں ہوتے ہیں ان سب کا دارو مدار کسی نہ کسی نکتہ اور فائدے پر ہے۔ بعض اُمور کے اغراض تو ظاہر ہیں مگر بعض اُمور عام لوگوں کی سمجھ سے باہر ہیں۔ چند اُمور کے متعلق حکمتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں

(۱) حکمتِ احرام :- احرام میں ایسی حکمت ہے کہ کوئی انسان جب کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے خود کو اس کے قابل بنانا پڑتا ہے۔ پس احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دُور ہی سے (یعنی میقات سے) عاجزی اور مسکنت و ترکِ زینت کر کے خاص طور پر کفنی پہن کر (یعنی احرام باندھ کر) بارگاہِ خداوندی میں داخل ہو جائے۔ (۲) حکمتِ تلبیہ :- بار بار لبیک کہہ کر اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ میں تیرے سب حکموں کو ماننے کے لئے تیار ہو کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور اسی کے ساتھ یہ اعتراف بھی کرتا ہے کہ سب نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں۔ اور ہم سب تیری ہی حمد و ثنا کرتے ہیں کہ تو ہی حقیقی بادشاہ ہے اور دُنیا بھر میں تیری ہی حکومت ہے

(۳) طواف میں یہ حکمت ہے کہ انسان جس کے پاس جاتا ہے سب سے پہلے اُسی سے ملاقات کرتا ہے اور چلتے وقت بھی اُسی سے ملاقات کر کے واپس ہوتا ہے۔ اس لئے داخلہ اور واپسی کے وقت طوافِ کعبہ ضروری ہوا۔ مختصر یہ کہ حج کے ہر حکم میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

مجموعی طور پر حج کے فائدے :- حج میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے دینی و دنیوی فائدے رکھے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :- لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ (تاکہ تم اپنے فائدے کے کاموں میں شریک ہوں) فوائد تو ظاہر ہیں۔ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد جنّت ملتی ہے اور دنیوی فائدے بھی بہت ہیں۔ (۱) دُنیا کے مسلمانوں میں دینی تعلق مضبوط

کرنے کے لئے مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص ایک ہی جگہ پر دینِ واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لئے اپنے حج کے اصلی وطن اور اپنے دین کے مرکز یعنی مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ (۲) مساوات اسلامی۔ بادشاہ ہو کر فقیر امیر ہو کہ غریب سب کے سب ایک ہی لباس ایک ہی حالت اور ایک ہی مقام پر اس طرح جمع ہوتے ہیں کہ کسی طرح کا باہمی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ (۳) عالمگیر اتحاد اسلامی یہ ہے کہ ایک جگہ دنیا بھر کے مسلمان جمع ہو کر سیاسی ملکی اور تجارتی اُمور میں بخوبی تبادلہ خیال کر سکتے ہیں۔ (۴) مجاہدانہ زندگی کی تعلیم سفر کی مشقتیں اُٹھانا، صفا اور مروہ کے درمیان چلنا، طواف میں رمل یعنی اکڑ کر چلنا۔ حجرِ اسود کو بوسہ دے کر امتثال امر کا ثبوت دینا کہ ہم کو جو بھی حکم دیا جائے اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں۔ (۵) آخرت کی یاددہانی۔ سفرِ حج کا نمونہ بالکل سفرِ آخرت کا سا ہے۔ سفر کے شروع میں بال بچوں سے جدا ہوتے ہیں اس وقت سکراتِ موت کے وقت کا اہل وعیال سے جدا ہونا یاد کرو۔ وطن سے نکلتے وقت دُنیا سے جدا ہونے کا خیال کرو، سواری پر سوار ہوتے وقت جنازہ کی چارپائی پر سوار ہونا یاد کرو۔ احرام کے لیے سفید کپڑے پہنتے وقت اپنا کفن میں لپٹے جانے کا وقت یاد کرو۔ میقات حج تک پہنچنے میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اُن کو دُنیا سے باہر نکل کر میدانِ قیامت تک عالمِ برزخ (یعنی قبر) میں پڑا رہنا یاد کرو۔ راستہ میں ہول وہراس کے وقت، منکر ونکیر کے سوالات۔ راستہ میں جو تکالیف پیش آتی ہیں انھیں قبر میں سانپ بچھو کی ایذا رسانیاں سمجھو۔ راستہ کی تنہائی قبر کی تنہائی خیال کرو۔ اور جس وقت چیخ چیخ کر لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ پڑھو تو قبروں سے زندہ ہو کر اُٹھنا یاد کرو عرفات

کے میدان میں جمع ہونا حشر کے میدان میں جمع ہونا سمجھو۔ (۶) اس سے شوکت اسلام بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی کثیر تعداد کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ (۷) اور سفر کے بے شمار تجربے حاصل ہوتے ہیں۔

عقلی طریقہ

معلوم ہونا چاہیئے کہ مکۂ معظمہ وطن اوّل ہے۔ یہاں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور یہیں سے سب سے پہلے آپؐ نے دین اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ انسان کی فطرت ہی میں یہ بات ہے کہ وہ اپنے اور اپنے باپ دادا کے وطن سے محبت رکھتا ہے اور وہیں لوٹ کر جانا پسند کرتا ہے۔ پس مناسب ہوا کہ مکہ مکرمہ کو دینی اور دنیوی مرکز بنایا جائے تاکہ وہ مسلمان جو راستے کا خرچ برداشت کر سکتے ہوں کم سے کم عمر بھر میں ایک مرتبہ اپنے وطن کی زیارت کریں اور چونکہ بیت اللہ دنیا بھر میں سوائے مکہ مکرمہ کے اور کہیں نہیں ہے اس لئے اس بیت اللہ کو بھی ایک نرالے طریقہ سے زیارت کریں اس کے علاوہ دنیا کے تمام لوگوں کے ایک جگہ ملنے جلنے سے آپس کے دوستانہ تعلقات باہمی ربط و ضبط سیاست، تجارت، صنعت و حرفت بلکہ تمام دنیوی امور میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب ایک جگہ چینی، ہندی، ترکی، فارسی، افغانی، اور روسی اکٹھے ہوں تو بہت زیادہ ایک دوسرے کے ذریعہ اپنی تکالیف اور نقصانات دور کر سکتے ہیں اور بہت سے فائدے اٹھا سکتے ہیں۔ جس طرح اسلام نے ہر عبادت میں فوائد اور حکمتیں ملحوظ رکھی ہیں اسی طرح حج میں بھی بے شمار حکمتیں اور ان گنت دینی اور دنیوی منافع اور مصالح ہیں یہ رکن ان چار ۴ ارکان میں سے ایک ہے جن پر قصر اسلامی کی بنیاد رکھی گئی ہے، یہی وہ خاص عبادت ہے جو بلا مقدسہ کے سوا اور کسی مقام پر ادا نہیں ہو سکتی بخلاف نماز روزہ اور زکوٰۃ کے کہ وہ ہر جگہ، اپنے

اپنے اوقات اور شروط کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں، حج ہی وہ عبادت ہے جو ایک خاص مقام کے ساتھ مخصوص کردی گئی ہے اگرچہ ساری زمین اللہ ہی کی بچھائی ہوئی ہے اور اُمّت محمدیہ کے لئے مسجد بنادی گئی ہے لیکن زمین کے کسی ٹکڑے کو وہ امتیاز نہیں بخشا گیا جو اس بقعۂ مبارکہ کو دیا گیا ہے یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ یا خانۂ کعبہ کی تعمیر فرمائی اور سارے عالم میں اس بات کی منادی کردی کہ پیادہ یا سوار ہوکر اللہ کے اس مقدس گھر کی طرف چلے آئیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب وہ حج کرنے کی استطاعت پائے تو اپنے کاموں کو چھوڑ کر خانۂ کعبہ کی طرف حج کی نیت سے سفر کرے۔ حدیث شریف میں اس شخص کے متعلق سخت وعید آئی ہے جو استطاعت رکھتے ہوئے حج ادا نہ کرے چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"جو شخص صحیح و سالم ہو اور حج کرنے پر قدرت رکھتے ہوئے حج ادا نہ کرے اور مر جائے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر" یعنی وہ اسلام کی موت نہیں مرے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

سوالات

احصار کس کو کہتے ہیں؟ اور محصور کس کو کیا کرنا چاہئے؟ حج کیسے فاسد ہوتا ہے؟ اور اس صورت میں کیا واجب ہوتا ہے؟ احرام کی حالت میں کون کون سے کام حرام ہیں؟ قربانی کرنا، کھانا کھلانا اور روزے کے لئے کون سے مقامات ہیں؟ زیارت خیر الانام کا کیا حکم ہے؟ اور اس کا کیا طریقہ ہے۔ حج کے فائدے اخلاقی، سیاسی اور اجتماعی حیثیت سے بیان کرو؟ حج کا عقلی طریقہ بیان کرو؟

حق سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے سید المرسلین وشفیع المذنبین سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے یہ رسالہ بتاریخ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۹ھ کو اختتام کو پہنچا۔ ناظرین وقارئین رسالۂ ہٰذا سے التماس ہے کہ اس میں کسی قسم کی خطا یا ہو سہو نظر آئے تو اس ناچیز کو مطلع کریں تاکہ آئندہ طبع میں اس کی اصلاح ہو جائے۔ نیز جو حضرات اس رسالے سے مستفیض ہوں ان سے عاجزانہ التجا ہے کہ اس ناچیز کو دعائے خیر میں نہ بھولیں وصلی اللہ علی افضل خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

تشکر

میں ان احباب کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح اور اس کے طبع کرانے میں میری ہر ممکن مدد کی۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء آمین۔

(مؤلف)

بین الاقوامی سطح پر

خصوصاً طلبہ، نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقے میں

دینی بیداری کیلئے تحریک اسلامی

سرگرم عمل ہے

مقامی سطح پر

ادارۂ تربیت اخوان بھی

اسی مقصد کے ساتھ — اسلام کے آفاقی تصور کو
عام کرنے کے لئے وابستہ نوجوانوں کی ایک تحریک ہے

ہمارے پاس

طلبہ اور نوجوانوں کے لئے مخصوص پروگرام اور پیغام ہے

آئیے

دستور ادارہ اور اس کے پالیسی پروگرام کو

گفتگو اور غور و فکر کے ساتھ سمجھئے

ملت کی تعمیری خدمت کے لئے آمادہ ہوجائیے

ہمارے قافلے میں شامل ہوجائیے

ادارہ تربیت اخوان

I.T.I سینٹر، اخوان مسجد روڈ

بھٹکل ۵۸۱۳۲۰

جہاں رکنیت کی بنیاد صحیح شعور اور فکری ہم آہنگی ہے